عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت ۷ روپے

جلد: ۲۶ | ۱۰ تا ۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱ جولائی ۲۰۰۷ء | شمارہ: ۲۸

میراث کی تقسیم اور عورتوں کی حق تلفیاں

امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی شر انگیز رپورٹ

حرمتِ شراب
اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

تکمیلِ ایمان کے شعبے

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

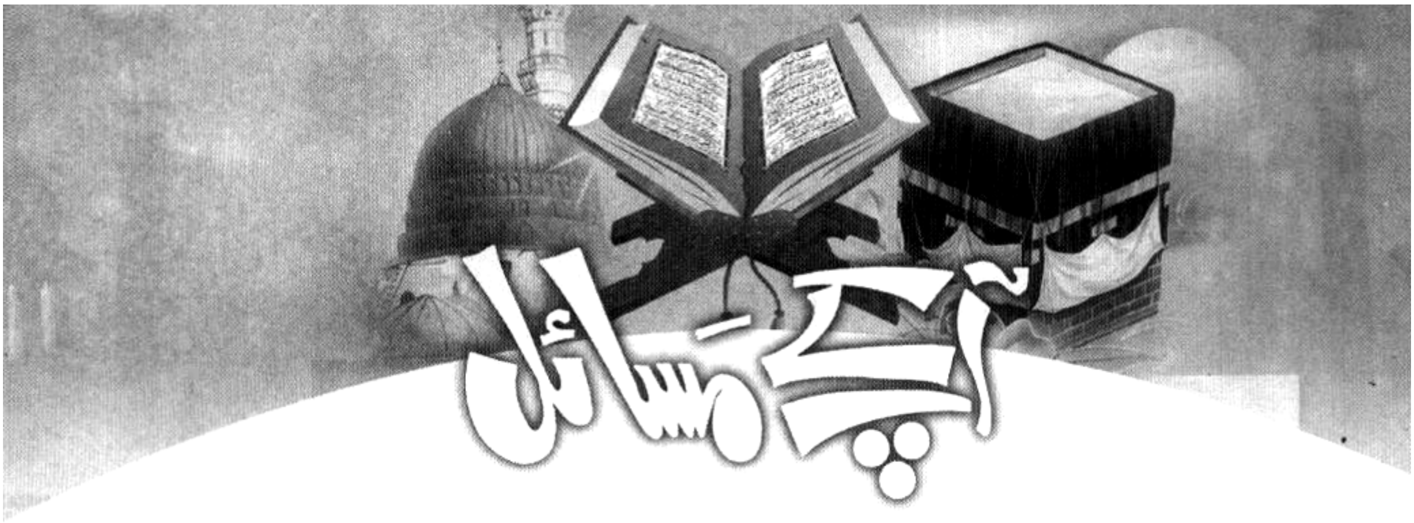

خواتین کا ملازمت کرنا:

(طیبہ ظہور، اسلام آباد)

س:......خواتین کا کسی کمپنی میں مردوں کے ساتھ کام کرنا کیسا عمل ہے؟

ج:...... اسلام نے خواتین کو شمع محفل بننے کی بجائے گھر کی زینت بننے اور انسان سازی کے لئے پیدا کیا ہے، اس لئے خواتین کا غیر محارم کے ساتھ کام کرنا اور ملازمت کرنا سمجھ (میں) نہیں آتا، ہاں اگر کوئی خاتون معاشی بدحالی کا شکار ہو اور اس کا کوئی کفیل نہ ہو، تو پردہ کے ساتھ اپنی عزت و عصمت کے تحفظ کے ساتھ مجبوراً کام کرنا جائز ہے۔

س:......خواتین کا غیر محرم مردوں سے بات کرنا اور مذاق کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ نیز ننگے سر ہونا اور دوستی کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج:......خواتین کا غیر محارم مردوں سے بے محابا میل جول، ہنسی مذاق کرنا ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح غیر محارم سے دوستی گانٹھنا بھی موجب وبال وہلاکت ہے، خواتین کا بے پردہ اور ننگے سر غیر محارم سے میل جول باعث لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور امت مسلمہ کی بیٹیوں کو ہدایت دے اور ہم سب کی عزتوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

لکھنے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے:

(عرفان عباس، متحدہ عرب امارات)

س:......میں نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے ارادے سے اسٹمپ پیپر پر طلاق کے لفظ لکھے، جس پر میں نے باقاعدہ دستخط کئے، لیکن بعد میں اپنی سوچ پر نادم ہوکر میں نے وہ پیپر پھینک دیا۔ اس عمل میں میرے سوا کسی اور کو نہیں پتا، کیا

مولانا سعید احمد جلال پوری

اس صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے؟ میں نے کراچی کے ایک عالم سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ طلاق ہوگئی ہے، ایک اور عالم نے کہا کہ طلاق نہیں ہوئی، جبکہ متحدہ عرب امارات کے محکمہ اوقاف کے مطابق میں اپنی بیوی سے دوبارہ رجوع کرسکتا ہوں، ان حالات میں میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... طلاق لکھنے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے، کراچی کے عالم نے صحیح کہا ہے، ہاں اگر آپ نے دو یا ایک طلاق لکھی تھی، تو عدت کے اندر اندر رجوع کرسکتے ہیں، مگر جو طلاقیں لکھی تھیں، وہ واقع ہوچکی ہیں، آئندہ آپ کے پاس ایک یا دو طلاق کا حق باقی ہے۔ چنانچہ اگر آپ نے ایک طلاق لکھی تھی تو دو کا، اور دو لکھی تھیں تو ایک کا اختیار باقی ہے، اور اگر آپ نے تین طلاق لکھی تھیں، تو اب آپ کی بیوی آپ پر حرام ہوچکی ہے۔

تلاوتِ قرآن کا ایصال ثواب:

(سیّد ارشاد حسین، کراچی)

س:......کیا فوت شدہ لوگوں کے بخشنے کے لئے تلاوت قرآن کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بھجوانے کے لئے تلاوت کرنا کیسا ہے؟

ج:......جی ہاں مرحومین کو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قرآن کریم کی تلاوت کا ثواب بخشا اور ہدیہ کیا جاسکتا ہے۔

مسکینوں کو کھانا کھلانا:

(مریم بی بی، کراچی)

س:......دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلانے کے برابر پیسے کسی جگہ یا ادارے میں دیئے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ نیز کفارے کی رقم کسی خیراتی ہسپتال میں دے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج:......اگر اس ادارہ میں مسکینوں کو کھانا کھلایا جاتا ہو تو ایسا کرنا صحیح ہے۔

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد:۲۶ شمارہ:۲۸ ۱۰ تا ۱۷ رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱/ جولائی ۲۰۰۷ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری

علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی — مولانا قاضی احسان احمد

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا — کمپوزنگ: محمد فیصل عرفان

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ • منظور احمد میو ایڈووکیٹ

اس شمارے میں

امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی کی شرانگیز رپورٹ	اداریہ	۳
میراث کی تقسیم اور عورتوں کی حق تلفیاں	مولانا اشتیاق احمد قاسمی	۷
حضرت تمیم داری کا مستند تذکرہ	مولانا رشید احمد فریدی	۱۱
تکمیل ایمان کے شعبے	مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی	۱۵
مولانا عبدالحئی جام پوری کا وصال	مولانا اللہ وسایا	۱۸
حرمت شراب...... اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	بابو شفقت قریشی سہام	۲۰
یہود کی شناخت	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	۲۴
خبروں پر ایک نظر	ادارہ	۲۷

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔ یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر۔ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر

زرتعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۷ روپے۔ ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road,Karachi.

Ph: 2780337 Fax: 2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road, Multan

Ph: 4583486-4514122 Fax: 4542277

لندن آفس:

35,Stockwell Green,

London, SW9 9HZ U.k.

Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسین مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی

کی شرانگیز رپورٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

مشہور کہاوت ہے کہ: ’’الکفر ملة واحدہ ‘‘......کفر ایک ہی ملت ہے......یعنی کفر اور کافر خواہ کہیں کا ہو وہ ایک ہی ہے...... بلاشبہ کافر چاہے امریکا کا ہو یا یورپ کا‘ ہندوستان کا ہو یا پاکستان کا‘ عرب کا ہو یا عجم کا‘ یہودی ہو یا نصرانی‘ قادیانی ہو یا مجوسی‘ ان سب کا مفاد مشترک ہے‘ وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں یک جان ہیں اور ان کی فکر و سوچ میں بلا کا اتحاد و اتفاق ہے‘ اگر ان میں سے کسی کے پاؤں میں کہیں کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو ان کی پوری برادری چیخ اٹھتی ہے۔

اس کے برعکس اگر مسلمانوں کے حقوق پامال کیے جائیں‘ ان پر بمباری کی جائے‘ ان کی آبادیوں کی آبادیاں صفحۂ ہستی سے مٹا دی جائیں‘ سرِ راہ ان کی عفت مآب ماؤں‘ بہنوں اور بیٹیوں کی عزت و عصمت تار تار کی جائے‘ ان کے مردوں کو جانوروں کی طرح پنجروں میں بند کردیا جائے‘ ان کو بے لباس کردیا جائے‘ ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ان کو زبردستی پیشاب پلانے کی کوشش کی جائے‘ ان کے سامنے ان کی مقدس شخصیات کو ننگی گالیاں دی جائیں‘ ان کی مقدس کتاب کو پاؤں میں روندا جائے‘ اسے بیت الخلا میں پھینکا جائے‘ ان کے سامنے مقدس اوراق سے استنجا کیا جائے‘ ان کے منہ اور داڑھیوں پر ماہواری کا غلیظ خون ملا جائے‘ ان پر انسانیت سوز تشدد کیا جائے‘ ان کو مار مار کر ادھ موا کردیا جائے یا موت سے ہمکنار کردیا جائے‘ حتی کہ ان پر قیامت ہی کیوں نہ ٹوٹ جائے‘ ان کے نزدیک یہ قابل ذکر یا باعث تشویش نہیں‘ اس لئے کہ مسلمان دہشت گرد‘ مجرم اور ہر سزا کے مستحق ہیں‘ اس پر نہ ’’یونائیٹڈ اسٹیٹس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلجس فریڈم‘‘ کو تشویش ہوتی ہے اور نہ بین الاقوامی انسانی حقوق کی تنظیمیں حرکت میں آتی ہیں‘ لیکن اگر کوئی مسلمان یا اسلامی ملک اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بھونکنے والی زبان کو لگام دینے کی کوشش کرے یا اس دریدہ دہنی کے خلاف اپنی ایمانی غیرت سے مجبور ہوکر...... آواز اٹھائے‘ تو امریکا سمیت تمام اسلام دشمن ممالک اور قوتیں بیک زبان اس کے خلاف صف آراء ہوجاتی ہیں۔

تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ ملعون رشدی جیسا دریدہ دہن‘ جس نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام‘ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن ایسی مقدس شخصیات کی توہین و تنقیص پر مبنی ’’شیطانی آیات‘‘ نامی کتاب لکھی تھی اور ۱۹۸۹ء سے روپوشی کی زندگی گزار رہا ہے اور برطانیہ جیسے نام نہاد سیکولر ملک نے اسے اپنی گود میں پناہ دے رکھی‘ محض مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے‘ انہیں مشتعل کرنے‘ انہیں ذہنی اذیت میں مبتلا کرنے اور ان کے دین و مذہب پر حملہ کرنے کی غرض سے ملکہ برطانیہ نے ’’سر‘‘ کا خطاب دے کر گویا دنیا بھر میں ہونے والی مذہبی شدت پسندی اور اشتعال انگیزی کو اپنی سرپرستی کا یقین دلایا ہے۔

اگر بغور جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا کہ اس خطاب اور اعزاز کا اس کے سوا کوئی مقصد نہیں کہ جو لوگ اسلام‘ پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کی توہین و تنقیص کے مرتکب ہوں یا ان کے جذبات سے کھیلیں‘ وہ نہ صرف ہمارے نمائندے اور ترجمان ہیں بلکہ ہماری تمام ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں اور ایسے تمام دریدہ دہنوں کو ہم اعزاز و اختصاص کا مستحق گردانتے ہیں‘ اور ان کی پشت پر ہمارے تعاون کا ہاتھ ہے۔

کیا امریکا‘ برطانیہ اور مغرب کو معلوم نہیں کہ مسلمانوں کے بھی کچھ جذبات ہیں اور کوئی حقوق رکھتے ہیں؟ وہ بھی اپنے اندر ملی‘ دینی اور مذہبی غیرت رکھتے ہیں؟ اور اس قسم کی دریدہ دہنیوں اور ہرزہ سرائیوں سے مشتعل ہوسکتے ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو وہ دنیا بھر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی

بجائے صرف قادیانیوں‘ مرزائیوں اور عیسائیوں کے مذہبی حقوق کے بارہ میں ہی اس قدر حساس کیوں ہیں؟ کہ امریکا کی وزیر خارجہ کونڈو لیزا رائس کے نام ایک خط میں ایسے تمام مسلمان ممالک کو ہی خصوصی تشویش والے ممالک کی فہرست میں شامل کرتے ہیں‘ جو ان کے نام نہاد مذہبی لوگوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف متحرک ہیں‘ اس کے برعکس ان دریدہ دہنوں کی ہرزہ سرائی سے پیچ وتاب کھانے والے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی پامالی کی ان کو ذرہ بھر کوئی پرواہ نہیں ہے آخر کیوں؟

اس سلسلہ میں ’’امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی‘‘ کی ۲/مئی ۲۰۰۷ء کی ویب سائٹ کی ایک رپورٹ ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ کیجئے کہ امریکا اور مغرب عیسائیوں اور قادیانیوں کے بارہ میں کس قدر حساس اور مسلمانوں کے بارہ میں کس قدر بے حس ہے؟ چنانچہ ’’امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی‘‘ کی شرانگیز ویب سائٹ کی رپورٹ پڑھیے اور داد انصاف دیجئے:

’’حکومت امریکا کے ادارہ ’’یونائیٹڈ اسٹیٹس کمیشن آن انٹرنیشنل ریلجس فریڈم‘‘ (امریکی کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی) نے ۲/مئی ۲۰۰۷ء کو اپنی ویب سائٹ پر ایک رپورٹ جاری کی‘ جس کے مطابق اس ادارہ نے بین الاقوامی مذہبی آزادی ایکٹ مجریہ ۱۹۹۸ء کی روشنی میں امریکی وزیر خارجہ کونڈو لیزا رائس کے نام ایک خط میں ۲۰۰۷ء کے لئے مذہبی حوالہ سے ’’خصوصی تشویش والے ممالک‘‘ میں شمار کئے جانے کے قابل ممالک کے لئے ان کو اپنی سفارشات پیش کیں۔ بین الاقوامی مذہبی آزادی ایکٹ مجریہ ۱۹۹۸ء کے مطابق یہ ضروری ہے کہ امریکا ان ممالک کو ’’خصوصی اہمیت کے ممالک‘‘ قرار دے‘ جن کی حکومتیں عقیدہ یا مذہب کی آزادی کے بین الاقوامی حق کی باضابطہ پامالی میں یا تو خود ملوث ہیں یا اس پر خاموش ہیں۔

اس حوالہ سے جن گیارہ ممالک کا نام امریکی کمیشن کی ۲۰۰۷ء کی سفارشات میں شامل ہے‘ ان میں پاکستان بھی شامل ہے۔

ویب سائٹ پر جاری کردہ امریکی وزیر خارجہ کے نام کمیشن کے خط کے مطابق پاکستان کا نام ’’خصوصی تشویش والے ممالک‘‘ کی امریکی فہرست میں اب تک شامل نہیں‘ لیکن کمیشن مسلسل مشاہدہ کر رہا ہے کہ پاکستان مذہبی آزادی کے بین الاقوامی حق کی باضابطہ پامالی میں یا تو خود ملوث ہے یا اس پر خاموش ہے‘ اور یہ کہ کمیشن امسال بھی تجویز دیتا ہے کہ پاکستان کو ’’خصوصی تشویش والے ممالک‘‘ میں شامل کیا جائے۔

اس خط میں کمیشن نے امریکی وزیر خارجہ کو لکھا ہے کہ:

’’فرقہ وارانہ اور مذہبی وجوہات پر مشتمل فسادات پاکستان میں رونما ہو رہے ہیں‘ بالخصوص شیعہ‘ احمدی‘ عیسائی اور ہندو۔ اور اس مسئلہ پر حکومت کا ردعمل گو کہ بہتر ہوا ہے‘ لیکن اب تک کافی نہ ہو سکا اور نہ ہی مکمل طور پر کارگر۔ مزید براں ملک کے کئی قوانین...... بشمول احمدی کمیونٹی کو محدود کرنے کے حوالہ سے قانون سازی اور توہین رسالت کے قوانین...... عام طور پر ان کا نتیجہ یا تو مذہب یا عقیدہ کی بنیاد قید کی صورت میں نکلتا ہے‘ یا پھر ملزم کے خلاف فساد کی شکل میں۔ صرف گزشتہ ماہ پنجاب کے ایک شہر میں چھ عیسائیوں کے خلاف انتہائی استفہامیہ حالات میں توہین کی دفعہ عائد کی گئی۔ اس علاقہ کے دیگر (عیسائی) رپورٹ کے مطابق حملہ کے خطرہ کے پیش نظر روپوش ہو گئے۔ یہ مذہبی آزادی کی تشویش جاری ہے‘ اس درمیان میں کہ پاکستان میں جمہوریت کی عدم موجودگی بڑی پریشانی ہے...... ایک ایسی رکاوٹ جس کا مداوا موجودہ حکومت نے بہت کم کیا ہے۔‘‘

بین الاقوامی مذہبی آزادی کے حوالہ سے مصر کے خلاف کمیشن کا کہنا ہے کہ:

’’اسلام کو ترک کر کے عیسائیت قبول کرنے والے افراد کو بھی مملکت کی سیکیوریٹی سروسز کی توجہ کا سامنا ہے‘ اور شناختی دستاویز پر مذہبی وابستگی تبدیل کرنے کی کوشش پر ان افراد کو گرفتار کر لیا گیا...... حکومت (مصر) کو چاہئے کہ وہ ان افراد کو سزا دے جو حالیہ سالوں میں مذہبی فسادات کو بڑھانے میں ملوث ہیں اور میڈیا اور تعلیمی نظام میں یہودیت کے خلاف عدم برداشت کا مقابلہ کرے۔‘‘

بنگلہ دیش کے خلاف اپنے ریمارکس دیتے ہوئے کمیشن نے امریکی وزیر خارجہ کو لکھا کہ:

’’کمیشن نے ۲۰۰۵ء میں بنگلہ دیش کو اپنی واچ لسٹ پر رکھا بوجہ بڑھتی ہوئی اسلامی شدت پسندی اور فسادات اور مذہبی اقلیتوں بشمول ہندو‘ عیسائی اور احمدیوں کے خلاف امتیاز۔ مذہبی اقلیتی کمیونٹیوں نے تشویش کا اظہار کیا ہے ووٹر لسٹوں سے اخراج پر‘ خوفزدہ کرنا

اگلے عام انتخابات سے یا نشانہ بنانا اقلیت کے خلاف فساد کا جیسا کہ گزشتہ عام انتخابات کے بعد ہوا۔‘‘

انڈونیشیا کے بارے میں اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امریکی وزیر خارجہ کونڈولیزا کے نام اپنے خط میں کمیشن نے لکھا کہ:

’’احمدی مسلمانوں کو نشانہ بنانے والے فسادات میں حالیہ سالوں میں قابل ذکر اضافہ ہوا ہے اور شدت پسند گروپس (افراد کو) بھرتی کرنے‘ تربیت دینے اور مرکزی اور شمالی سولاویسی میں عملاً کام کرنے کے حوالہ سے جانے جاتے ہیں۔ گزشتہ سال کم از کم نو پروٹسٹنٹ چرچ‘ چار احمدی مساجد اور ایک ہندو مندر بند کردیئے گئے یا انہیں نقصان پہنچا مغربی جاوا‘ شمالی سماٹرا‘ جنوبی سولاویسی اور مغربی نوسا تینگارا میں شدت پسند گروپوں کے اثرات کے نتیجہ میں جو مجمعوں کو اکساتے ہیں یا مقامی حکام کو خوفزدہ کرتے ہیں۔‘‘

کمیشن نے خط میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

’’خصوصی تشویش کے حامل وہ تمام ممالک جن کا تذکرہ اس خط میں کیا گیا ہے‘ ان کے حالات کا خلاصہ کمیشن کی سالانہ رپورٹ میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے‘ جو لف ہے‘ جسے اس خط کے ساتھ جاری کیا جائے گا۔‘‘

’’کمیشن نے ان ممالک کے حوالہ سے خاص پالیسی تجاویز دی ہیں اور ہم آپ (امریکی وزیر خارجہ) کی حوصلہ افزائی کریں گے کہ آپ ان تجاویز پر خصوصی توجہ دیں‘ جو کہ ہماری رپورٹ میں بھی درج ہیں۔ ہم وزارت خارجہ پر بھی زور دیں گے کہ وہ بین الاقوامی مذہبی آزادی ایکٹ پر عملدرآمد کرانے کے لئے ضروری ایکشن لے۔‘‘

’’کمیشن اس بات کا اظہار جاری رکھے گا کہ مذہبی آزادی کا مسئلہ امریکی خارجہ پالیسی کے متعدد مسائل سے ٹکراتا ہے۔ عقیدہ یا مذہب کی آزادی کی شدید پامالی کے ہمارے سیاسی اور قومی سلامتی کے مفادات پر اثرات ہیں اور ساتھ ساتھ دنیا بھر میں سیاسی استحکام پر بھی۔‘‘

’’جب ہماری حکومت مذہبی آزادی کو شدت سے اجاگر کرتی ہے‘ تو ہم دنیا کے لئے خطرہ بننے والی شدت پسندی کے خاتمہ کے لئے کام کرتے ہیں۔ اس مرکزی انسانی حق کی پیش رفت میں ہم امن کی ترویج اور تمام اقوام...... بشمول ہماری اپنی قوم...... کی سلامتی کے لئے کام کرتے ہیں۔‘‘

کیا دنیا بھر کے مسلمان ’’عزت مآب‘ امریکا اور اس کے اتحادیوں سے یہ پوچھنے کی ’’گستاخی‘‘ کرسکتے ہیں کہ دنیا بھر کے عیسائیوں‘ قادیانیوں‘ ہندوؤں اور دوسری اقلیتوں کے غم میں گھلنے والے ان سورماؤں کو دنیا بھر میں مظلومیت کی چکی میں پستی‘ چیختی‘ چلاتی اور بلبلاتی بے بس مسلم اقلیت کا آسمان سے باتیں کرتا نوحہ سنائی نہیں دیتا؟ کیا انہیں عراق و افغانستان میں زبردستی مسلط ہونے والی عیسائیت اور عیسائیت کے مظالم دکھائی نہیں دیتے؟ کیا گوانتاناموبے میں مسلمانوں کے خلاف روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم پر ’’امریکی مذہبی آزادی کا کمیشن‘‘ کچھ نہیں کہتا؟ کیا ان کو اس پر تشویش نہیں ہوتی؟ کیا امریکا اور اس کے اتحادی کسی قانون کے پابند نہیں؟ کیا امریکا کے ’’کمیشن برائے بین الاقوامی مذہبی آزادی‘‘ کے دائرہ میں مسلمان اور اسلام کے دشمن نہیں آتے؟ کیا دنیا میں عیسائیت‘ قادیانیت اور ہندومت کے علاوہ دوسرا کوئی مذہب نہیں؟ کیا دنیا میں مسلمانوں کو ہراساں نہیں کیا جاتا؟ کیا ان کے خلاف تشدد سے کام نہیں لیا جاتا؟ کیا ان کے خلاف نسلی امتیاز نہیں برتا جاتا؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو کیا امریکا بہادر نے اپنے مذہبی آزادی کے کمیشن میں ظلم کے شکار ایسے کسی مسلمان کے حق میں بھی آواز اٹھائی ہے؟ یا ان کے مذہبی جذبات کی پامالی کے خلاف بھی کوئی قانون بنایا ہے؟ کیا امریکا نے اسلام‘ پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے مجرم مرزا غلام احمد قادیانی‘ سلمان رشدی یا تسلیمہ نسرین ایسے دریدہ دہنوں کے خلاف بھی اپنی کسی تشویش کا اظہار کیا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا کہا جائے کہ خود امریکا بہادر اسلام اور مسلمانوں کا حریف اور قادیانیوں کا سرپرست نہیں؟ کیا وہ خود اس مذہبی تشدد کا موجد نہیں؟ کیا کوئی امریکا کے خلاف بھی کمیشن بنایا جاسکتا ہے؟ کیا امریکا کے خلاف بھی کوئی آواز اٹھا سکتا ہے؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

میراث کی تقسیم

اور عورتوں کی حق تلفیاں

مولانا اشتیاق احمد قاسمی

میراث کی تقسیم کا معاملہ بہت اہم ہے' اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکام مثلاً: نماز' روزہ' زکوٰۃ وغیرہ کو قرآن پاک میں اجمالی طور پر نازل فرمایا' اور اس کی تفصیل رسول اکرم ﷺ کے حوالے فرمادی' لیکن وراثت کی تقسیم کی اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے خود سے ورثاء کے درمیان حصے تقسیم فرمائے اور بہت ہی شرح و بسط کے ساتھ آیات نازل فرمائیں۔ (ردالمحتار ۵/۵۳۴ رشدیہ پاکستان)

اللہ تعالیٰ کے خود سے وراثت تقسیم فرمانے میں بے شمار حکمتیں ہیں' جن تک انسانی عقل و خرد کی رسائی نہیں ہوسکتی' وہ علیم و حکیم ہیں' بندوں کے نفع کے سارے پہلو ان کے احاطہ علم میں ہیں' انہوں نے جو بھی حصے مقرر کئے ہیں' ان میں بے شمار مصلحتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

''لا تدرون ایھم اقرب لکم نفعا۔'' (نساء:۱۱)

''تم کو معلوم نہیں کہ کس وارث سے تم کو کتنا نفع پہنچے گا۔''

حقیقتاً انسان کو نہ تو دنیوی نفع کا احاطہ ہے اور نہ ہی اخروی نفع کا' اگر کوئی آدمی اپنی دولت و ثروت کسی کو یہ سوچ کر دے کہ آئندہ وہ میری خدمت کرے گا تو عین ممکن ہے کہ آئندہ وہ خدمت سے منہ موڑ لے اور اگر کوئی یہ سوچ کر دے کہ فلاں وارث ہمارے لئے ثواب بخشتا رہے گا اور آخرت میں سفارش کرے گا تو عین ممکن ہے کہ اس کی امید پر پانی پھر جائے اور جو کچھ سوچا تھا' اس کے خلاف ہو جائے۔ (مستفاد از بیان القرآن ۲/۹۸)

اس لئے اللہ تعالیٰ نے سارے ورثاء کے حصے خود سے متعین فرمادیے اور فرمایا: ''فریضۃ من اللہ'' یہ اللہ کی طرف سے متعین کردہ حصے ہیں' کسی کو اس میں نہ تو کمی بیشی کرنے کا اختیار ہے اور نہ ہی کہنے کا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کو زیادہ اور فلاں کو کم دے کر حق تلفی کی ہے:

''ان اللہ کان علیما حکیما'' (نساء:۱۱)

ترجمہ: ''بالیقین (مُسلّم ہے کہ) اللہ تعالیٰ ہی بڑے علم والے اور حکمت والے ہیں۔'' (بیان القرآن ۲/۹۸)

اللہ تعالیٰ ہی کا علم و حکمت قابل اعتبار ہے' دوسرے لوگ حقیقی علم اور واقعی مصلحت سے عاری ہیں۔

سارے ورثاء کے حصے چونکہ اللہ تعالیٰ نے متعین فرمائے ہیں' اس لئے بندوں کو اس کے نہ ماننے' نہ لینے اور نہ دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے' خرید و فروخت اور دیگر معاملات میں ملکیت رضا مندی پر موقوف ہوتی ہے' وہاں مالک ہونے اور نہ ہونے کا پورا اختیار ہوتا ہے' لیکن وراثت میں ہر وارث اپنے حصہ رسیدی کا خود بخود مالک ہو جاتا ہے' مالک بنانے والا مالک الملوک ہے' اس میں کسی کو اختیار نہیں۔

زمانہ جاہلیت میں تقسیم ترکہ:

اسلام سے پہلے عورتیں جس طرح دوسرے حقوق سے محروم تھیں' اسی طرح ان کو میراث سے بھی دور رکھا جاتا تھا' اس وقت طاقت و قوت کی بنیاد ترکہ تقسیم ہوتا تھا' ترکہ کے استحقاق کے لئے میدان جنگ میں لڑنا' دشمنوں سے مقابلہ کرنا' اور خاندان و قبیلہ کی حفاظت میں حصہ لینا تھا' ظاہر ہے کہ یہ سب اوصاف صرف مردوں میں موجود تھے' عورتیں ان سے خالی اور عاری تھیں' عرب استدلال میں کہتے تھے:

''بھلا ہم ان کو کیسے میراث دیں' جو نہ تو گھوڑے پر سوار ہوتے' نہ تلوار اٹھاتے اور نہ ہی دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں۔'' (المواریث للصابونی)

عرب اپنے اس خود ساختہ دلیل کی وجہ سے عورتوں کے ساتھ بچوں' ضعیفوں اور کمزوروں کو بھی میراث سے محروم رکھتے تھے' صاحب روح المعانی علامہ آلوسی رقم طراز ہیں:

''وہ لوگ طاقتور رجال کار کو

وراثت کا مستحق گردانتے تھے' بچوں' عورتوں اور کمزوروں کو میراث میں حصہ نہیں دیتے تھے۔" (روح المعانی)

مشہور مفسر علامہ ابن جریر طبری ؒ فرماتے ہیں:

"زمانہ جاہلیت میں لوگ بچیوں اور کمزور و ناتواں بچوں کو بھی ترکہ نہیں دیتے تھے اور اولاد کی وراثت بھی کسی کو اس صورت میں مل سکتی تھی جب کہ اس میں جنگ لڑنے کی صلاحیت ہوتی۔"

(جامع البیان للطبری)

اسلام سے پہلے میراث کے باب میں اندھا قانون رائج تھا: "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا اصول کارفرما تھا' محض نسبی رشتہ کا کوئی خاص مقام نہیں تھا۔ "الاکبر فالاکبر" کا ضابطہ چلتا تھا کہ جو بڑا ہوتا' جس کے دستِ بازو میں طاقت ہوتی' اسی کو وراثت ملتی تھی۔ (روح المعانی)

اسلام میں ترکہ:

اسلام نے "الاکبر فالاکبر" کی جگہ "الاقرب فالاقرب" کا ضابطہ مقرر کیا' کمزور سے کمزور رشتہ دار کو بھی وراثت میں پورا پورا حصہ دیا' بے سہاروں کو سہارا دیا' فریادیوں کی فریاد رسی کی۔

آیت میراث کا شانِ نزول:

عورتوں' بچوں اور کمزوروں کو حق دلانے کے لئے ہی ضابطۂ وراثت نازل ہوا' روایت ہے کہ شاعر دربار رسالت جناب حسان بن ثابت ؓ کے بھائی حضرت عبدالرحمن ؓ کی وفات ہوئی' ان کے پسماندگان میں مذکر ورثاء کے ساتھ ان کی بیوی' ام کجہ' اور پانچ لڑکیاں تھیں' سارے مذکر ورثاء آئے اور سارا ترکہ بٹور لے گئے' ان کمزور ضعیفوں کے لئے کچھ نہ چھوڑا' ام کجہ کو اس پر شدید صدمہ ہوا' چنانچہ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کے دربار رسالت میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے میراث کی آیت نازل فرمائی' جس میں ام کجہ اور ان کی لڑکیوں کے حقوق ترکہ کی وضاحت تھی۔ (جامع البیان للطبری)

ترمذی' ابوداؤد اور ابن ماجہ شریف وغیرہ کی روایت سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے کہ عورتوں ہی کو میراث دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے میراث کی آیات نازل فرمائی ہیں۔ حضرت سعد بن الربیع ؓ کی بیوہ دربار رسالت میں حاضر ہوئیں' ان کے ساتھ دو لڑکیاں تھیں' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ دونوں سعد بن الربیع ؓ کی بچیاں ہیں' ان کے والد غزوۂ احد میں شہید ہوگئے ہیں' ان کا چچا سارا ترکہ اٹھا لے گیا' ان دونوں یتیموں کے لئے کچھ نہیں چھوڑا' جب کہ بغیر کچھ رہے ان دونوں کی شادی نہیں ہو سکے گی' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے' اس پر یہ آیت میراث نازل ہوئی:

"یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الأنثیین۔"

(القرآن)

عورتوں کی رعایت:

اسلام کے احکام میراث کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ: اسلام نے اس باب میں عورتوں کو بہت زیادہ رعایت دی ہے۔

میراث پانے والے مردوں سے عورتوں کی تعداد دگنی ہے' ذوی الفروض یعنی وہ ورثاء جن کے حصے آیات و احادیث میں متعین ہیں' کل بارہ ہیں' جن میں سے آٹھ عورتیں ہی ہیں: (۱) ماں' (۲) دادی' (۳) بیوی' (۴) بیٹی' (۵) پوتی' (۶) حقیقی بہن' (۷) علاتی بہن' (۸) اخیافی بہن اور چار مرد ہیں: (۱) باپ' (۲) دادا' (۳) شوہر' (۴) اخیافی بھائی۔

ان میں سے پہلی چار عورتیں کبھی محروم نہیں ہوتیں' ہر حال میں ان کو ترکہ ملتا ہے۔

یہ اور بات ہے کہ مردوں کے ذمہ طرح طرح کے نفقات و اخراجات ہیں' اس لئے ان کو عورتوں سے دگنا دیا گیا ہے' لیکن ایسا بھی ہر جگہ نہیں ہے' بعض حالتوں میں عورتوں اور مردوں کو برابر بھی ملتا ہے' مثال کے طور پر اخیافی بھائی اور بہن دونوں کو برابر برابر ہی ملتا ہے۔ (نساء:۱۲) اور بعض صورتوں میں عورتوں کو مردوں سے زیادہ بھی مل سکتا ہے۔

جن صورتوں میں مردوں کو عورتوں سے زیادہ ملتا ہے' اس کی بھی متعدد وجوہ ہیں' صرف وہی لوگ اس کو اعتراض کی شکل دیتے ہیں جو یا تو اسلام کے قوانین نفقات سے ناواقف ہیں یا جان بوجھ کر اسلام کے خلاف شبہات جمع کرتے ہیں یا اس موضوع پر مستقل مقالے اور کتابچے لکھے گئے ہیں' تفصیل کے لئے ان کی طرف مراجعت کی جائے۔

عورتوں کے حصے:

قرآن مجید نے عورتوں کو حصہ دلانے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ عورتوں کے حصے کو اصل قرار دے کر اس کے اعتبار سے مردوں کا حصہ بتلایا ہے اور دو عورتوں کو ایک مرد کے بقدر نہیں فرمایا' بلکہ مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے بقدر (للذکر مثل حظ الأنثیین) کے الفاظ سے تعبیر فرمایا' اس تعبیر سے عورتوں کے حق میراث کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔ (معارف القرآن)

نسب کے علاوہ رشتۂ زوجیت کی وجہ سے بھی عورتوں کو میراث ملتی ہے' بعض صورتوں میں طلاق

کے بعد بھی میراث ملتی ہے' مثلاً:

۱:..... کسی عورت کو شوہر نے طلاق دے دی اور طلاق رجعی ہے' پھر طلاق سے رجوع اور عدت ختم ہونے سے پہلے شوہر وفات پا گیا' تو یہ عورت میراث کی مستحق ہوگی' اس لئے کہ نکاح باقی ہے' البتہ طلاق بائن کی صورت میں چونکہ رشتہ زوجیت کسی طرح باقی نہیں رہتا' اس لئے وراثت نہیں ملتی۔ (الفریدۃ فی حساب الفریضۃ)

۲:..... کسی عورت کو شوہر نے اپنے مرض الوفات میں طلاق دی' اگرچہ طلاق بائن ہو یا مغلظ اور عدت ختم ہونے سے پہلے شوہر مر گیا' تب بھی وہ عورت اس کی وارث ہوگی' اور عورت کو وارث بنانے کی وجہ سے دو عدتوں میں سے جو سب سے زیادہ دراز عدت ہو اسی کو اختیار کیا جائے گا' یعنی عدت طلاق تین حیض ہے اور عدت وفات چار مہینہ دس دن ہے' ان دونوں میں جو عدت زیادہ دنوں کی ہو اسی کو عدت قرار دیا جائے گا' تاکہ جہاں تک ممکن ہو عورت کو حصہ ترکہ مل سکے۔ (ایضاً)

ترکہ سے مہر کی ادائیگی:

اگر شوہر بیوی کا مہر ادا نہ کرے تو وہ اس کے ذمہ دیگر قرضوں کی طرح کل ترکہ سے ادا کیا جائے گا' اس کے بعد ہی وصیت کا نفاذ اور ترکہ کی تقسیم عمل میں آئے گی' اور مہر لینے کے بعد دیگر ورثاء کی طرح بیوی بھی اپنے حصہ ترکہ کی حق دار ہوگی' اگر شوہر کی اولاد ہے تو بیوی کو آٹھواں حصہ اور اگر کوئی اولاد نہیں ہے تو چوتھائی حصہ ترکہ پائے گی' اگر میت کا مال اتنا ہے کہ مہر ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا تو بھی پورا مال دوسرے قرضوں کی طرح دین مہر میں عورت کو دے دیا جائے گا' اور نہ تو وصیت کا نفاذ عمل میں آئے گا اور نہ ہی دوسرے ورثاء کو کچھ ملے گا۔ (معارف القرآن)

حق تلفیاں:

اللہ تبارک و تعالیٰ نے سارے ورثاء کو نام بنام متعین حصے دے دیئے ہیں' لیکن اس باب میں مسلمانوں کے کردار اور اعمال کو دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے' قانون خداوندی کی کھلی مخالفت ہو رہی ہے' اللہ کے احکام کے بجائے غیر مسلموں کے رواج پر کھلم کھلا عمل ہو رہا ہے' کہیں ''مشترک خاندانی جائیداد'' کا طریقہ رواج پا رہا ہے' کہیں صرف بڑے بیٹے کو میراث کا حقدار سمجھا جاتا ہے' کہیں پر تو سرے سے عورتوں کو ترکہ دیا ہی نہیں جاتا' ''ماں اور دادی'' کو وراثت کا حق دار سمجھتے ہوئے بھی نظر انداز کیا جاتا ہے' ''پوتی'' کو تو (ایسا لگتا ہے کہ) وراثت کا حقدار سمجھا ہی نہیں جاتا' ''حقیقی' علاتی اور اخیافی بہنوں'' کا ہے' ''بیوی'' بھی شوہر کی وفات کے بعد (بہت سی جگہوں پر) اپنے میکہ ہی میں بود و باش اختیار کر لیتی ہیں' یا دوسری شادی کے بعد پہلے شوہر کے مال میں نہ تو وراثت کا دعویٰ کرتی ہیں اور نہ ہی ان کو دیا جاتا ہے' الا ماشاء اللہ! چند مثالیں مستثنیٰ ہو سکتی ہیں' لیکن وہ بہت کم ہیں۔

رہی ''بیٹی'' تو ان کو جہیز کے نام پر جو کچھ دیا جاتا ہے اسی کو وراثت تصور کر لیا جاتا ہے' حالانکہ ایسا تصور کرنا اصولاً درست نہیں ہے' محض غیر مسلموں کی نقالی ہے اور کچھ نہیں' جہیز میں دی ہوئی چیز ہدایہ اور عطیہ ہوتی ہے' زندگی میں کچھ دے دینے کو وراثت نہیں کہا جا سکتا' اس لئے کہ وراثت و ترکہ کا اطلاق مرنے کے بعد چھوڑے ہوئے مال پر ہوتا ہے' مرنے کے بعد ہی ورثاء وراثت کے حقدار ہوتے ہیں' مرنے سے پہلے دی ہوئی چیز کا وراثت و ترکہ سے کوئی جوڑ ہی نہیں ہے' اسے ترکہ تصور کرنا' معتبر نہیں ہے' اس طرح بیٹی کا حصہ وراثت باقی رہ جاتا ہے' جس سے عہدہ برآ ہونے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ اس کا ترکہ اس کے حوالہ کر دیا جائے۔

ترکہ لینے سے انکار درست نہیں:

کسی بھی وارث کو یہ حق نہیں کہ وہ ترکہ لینے سے انکار کر دے' اس لئے حصہ وراثت اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کردہ ہیں۔ (نساء:۱۱)

اس لئے ترکہ نہ لینا درحقیقت اللہ کے حکم اور اس کے عطیہ کو ٹھکرانے کے مرادف ہے' اللہ تعالیٰ کا حکم لینے کا ہے تو لینا ضروری ہے' حتیٰ کہ اگر کوئی وارث انکار کرے اور حصہ وراثت نہ لے تو لینے پر اسے مجبور کیا جائے گا' اگر پھر بھی نہ مانے تو قاضی شریعت اس کا حصہ اس کے گھر رکھ وا دے گا۔

لڑکیوں کے خاموش رہنے سے حق میراث ختم نہیں ہوتا:

لڑکیاں عموماً اپنے حق کا مطالبہ نہیں کرتی ہیں کبھی تو شرماشرمی میں ایسا ہوتا ہے' اور کبھی یہ سوچ کر مطالبہ نہیں کرتیں کہ ملنے والا تو ہے نہیں کیوں بھائی سے ناراضگی مول لی جائے اور ان سے تعلقات بگاڑے جائیں' اس طرح بادل ناخواستہ خاموش رہ جاتی ہیں' اس لئے ان کا حق واجب بھائیوں اور دیگر ورثاء کے ذمہ رہ جاتا ہے اور وہ سب ناجائز حق دبانے کے مجرم ہو کر سخت گنہگار ہوتے ہیں' بعض بچیاں نابالغ ہوتی ہیں' ان کو حصہ نہ دینا دوہرے گناہ کا باعث ہوجاتا ہے' ایک گناہ حصہ شرعی کے دبانے کا اور دوسرا گناہ یتیموں کے اموال کھانے اور ہڑپنے کا' قرآن پاک میں ہے:

”ان الذین یأکلون اموال الیتمی ظلماً انما یأکلون فی بطونھم ناراً‘ وسیصلون سعیراً۔“ (نساء:۱۰)

ترجمہ: ”بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں اور کچھ نہیں‘ وہ اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔“

کسی کا حق ناجائز طریقے سے دبانے کے بارے میں بھی سخت وعیدیں آئی ہیں‘ ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین بھی ظالمانہ طور پر لے لے گا‘ تو قیامت کے دن وہ زمین ساتوں تہہ زمین کے ساتھ اس شخص کے گلے کا طوق بنادی جائے گی۔“ (مشکوٰۃ)

اور دوسری روایت کے مطابق اس شخص کو سات تہہ زمین کے نیچے دھنسا دیا جائے گا۔

”میں اپنا حق چھوڑتی ہوں“ کہنا کافی نہیں:

بسا اوقات لڑکیاں یہ کہہ دیتی ہیں کہ میں اپنی میراث اپنے بھائیوں کو چھوڑتی ہوں‘ ہمیں ترکہ نہیں چاہئے‘ اتنا کہہ دینا بھی کافی نہیں ہے‘ فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی وارث یہ کہے کہ میں اپنا حق چھوڑتا ہوں تو بھی اس کا حق ختم نہیں ہوتا‘ اس لئے کہ وہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حصہ کا مالک و مختار ہے‘ محض چھوڑ دینے سے حق میراث ختم نہیں ہوتا‘ الاشباہ والنظائر میں ہے:

”اگر کوئی وارث کہے کہ میں نے اپنا حق چھوڑ دیا تو بھی اس کا حق باطل نہیں ہوتا‘ اس لئے کہ ملکیت محض ترک سے ختم نہیں ہوتی۔“

ہاں! اگر اس طرح کیا جائے کہ سارے ورثاء ترکہ تقسیم کرکے قبضہ کرلیں‘ پھر اپنا مقبوضہ حصہ کسی ایک کو دیں یا سارے ورثاء کو خود سے متعین کرکے دیں یا اسی حساب سے دیں‘ جس حساب سے وراثت تقسیم ہوئی ہے تو درست ہوگا‘ اس طرح غیر منقسم اشیاء کے ہبہ کے نادرست ہونے کی علت بھی ختم ہوجائے گی۔ (تنویر الابصار علی ہامش الرد)

مثلاً: ماں‘ دادی‘ یا بہن اپنا حصہ میراث تقسیم کے بعد قبضہ وتصرف میں لے لیں‘ پھر کسی خاص وارث کو یا سارے ورثاء کو دیں تو یہ ان کی طرف سے ہدیہ اور عطیہ کہلائے گا۔

خلاصہ یہ کہ تقسیم وقبضہ سے پہلے ہی اپنے حق سے خاموش رہ جانا‘ یا لینے سے انکار کردینا‘ یا یہ کہنا کہ میرا حصہ بھی آپ ہی لوگ لے لیں درست نہیں ہے‘ اس طرح کامل رضامندی کا ظہور نہیں ہوتا‘ نیز غیر مسلموں سے مشابہت بھی پائی جاتی ہے کہ وہ لڑکی کو جہیز ہی میں جو دینا ہوتا ہے دیدیتے ہیں‘ ترکہ میں سے ان کو نہیں دیتے بلکہ ترکہ میں اس کے حصہ کا تصور ہی نہیں ہوتا۔

عورتوں کو میراث نہ دینا کسی طرح درست نہیں ہے‘ اس میں زمانہ جاہلیت کے دستور کی پیروی کے ساتھ ہی غیر مسلموں کی تقلید بھی پائی جاتی ہے‘ اور اعتقاداً نہیں تو عملاً قرآن پاک کی آیات میراث کا انکار پایا جاتا ہے‘ آج کے مسلم معاشرے میں یہ بہت بڑا ناسور ہے‘ اس کے اصلاح وعلاج کی طرف توجہ دینا ہر مسلمان کا فریضہ ہے‘ جس طرح مسلمان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے‘ اس کے بغیر کوئی مسلمان‘ مسلمان کہلانے کے لائق نہیں رہتا‘ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ احکام میراث پر عمل کرنا بھی ضروری ہے‘ اگر کوئی شخص آیات میراث کو اعتقاداً نہ مانے اور ان پر ایمان نہ رکھے تو ایسا شخص ایمان اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (روح المعانی)

اس کو ضرور بالضرور جہنم میں جانا اور دائمی عذاب بھگتنا پڑے گا‘ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے شخص کے لئے سخت الفاظ استعمال فرمائے ہیں‘ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”جو شخص (میراث کے باب میں) اللہ ورسول کی نافرمانی کرے گا‘ اور اس کے متعین کردہ حدود سے تجاوز کرے گا‘ اس کو اللہ تعالیٰ جہنم میں داخل فرمائیں گے‘ جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا‘ اور اس کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔“

اگر کوئی شخص آیات میراث کو اعتقاداً تو مانتا ہے‘ لیکن اس پر عمل نہیں کرتا‘ تو ایسا شخص فاسق ہے اس کو بھی سخت ترین عذاب کے بعد ہی چھٹکارا ملے گا اور اگر جان بوجھ کر میراث غصب کرتا ہے تو اس کے بارے میں تو بہت ہی سنگین وعیدیں آئی ہیں‘ اگر ایک بالشت زمین بھی ظلماً لے لے تو وہ زمین قیامت کے دن ساتوں زمین کے ساتھ اس کے گلے کا طوق بنادی جائے گی اور سات تہہ زمین میں اس کو دھنسا دیا جائے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ میراث کے صحیح احکام پر عمل کرنے کی توفیق بخشیں‘ اور عذاب سے حفاظت فرمائیں۔ (آمین)

☆☆..........☆☆

دوسری اور آخری قسط

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کا مستند تذکرہ

مولانا رشید احمد فریدی' سورت

منبر کی پیشکش:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا میں آپ کے لئے منبر نہ بنالاؤں جو آپ کے جسم مبارک کو اٹھائے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں' چنانچہ حضرت تمیمؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر تیار کرایا' جس کے دو زینے تھے۔ (المنہل العذب المورود للسبکی)

اختباہ:

منبر سے متعلق کئی صحابہ کرامؓ کی مختلف احادیث ہیں' یہاں سیرت حضرت تمیمؓ کے تعلق سے ان کی پیشکش کو ذکر کیا گیا ہے۔

عصر کے بعد دوگانہ:

حضرت عروہ بن الزبیرؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ لوگوں کو رکعتین بعد العصر سے منع کیا کرتے تھے' حضرت تمیمؓ کے پاس پہنچے تو ان کو بھی منع کیا' حضرت تمیم داریؓ نے کہا: واللہ! میں تو یہ نفل نہیں چھوڑ وں گا' تحقیق کہ میں نے یہ نماز اس شخصیت کی موجودگی میں پڑھی ہے جو آپ سے بہتر تھی' یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: افسوس! اے تمیم! اگر تمام لوگ تم جیسے ہوجائیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ (کتاب الناسخ والمنسوخ)

تنبیہ:

یہ دوگانہ بعد العصر مشروع نہیں ہے' دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ عبدالقیس کے کچھ لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے آئے تھے' ان کو اسلام اور اس کی تعلیمات بتانے میں آپؐ ان کے ساتھ مشغول رہے' جس کی وجہ سے سنت بعد الظہر چھوٹ گئی' یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا تو آپؐ نے نماز عصر کے بعد اس کی قضا فرمائی' اور آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی عمل شروع کرتے تو اس پر مداومت کرتے' اس لئے یہ دو رکعت آپ کی خصوصیات میں سے ہیں' یہی وجہ ہے کہ آپؐ لوگوں کو اس سے منع فرماتے تھے' پس حضرت تمیم داریؓ کا عمل فرط محبت کا نتیجہ ہے اور حضرت عمرؓ کا منع کرنا شرع کے مطابق اور ارشاد رسول کے موافق تھا۔ (ابوداؤد' فیض القدیر)

تراویح میں امامت:

صاحب السنن سعید بن منصورؒ نے عروہ بن الزبیرؓ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو اُبی بن کعبؓ پر جمع فرمایا' پس حضرت اُبی بن کعبؓ مردوں کو تراویح کی نماز پڑھاتے تھے اور حضرت تمیم داریؓ عورتوں کو تراویح کی نماز پڑھاتے تھے' محمد بن نصر مروزی نے اپنی کتاب ''قیام اللیل'' میں اسی طریق سے سلیمان ابن ابی حثمہ کے نام بجائے حضرت تمیم داریؓ کے ذکر کیا ہے۔ ولعل ذلک کان فی وقتین' یعنی دونوں دو الگ الگ وقت میں پڑھاتے ہوں' یہ ممکن ہے۔ (فتح الباری' کتاب صلوٰۃ التراویح)

مسجد نبوی میں روشنی:

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں سب سے پہلے حضرت تمیم داریؓ نے چراغ روشن کیا۔ (اصابہ)

''اول من اسرج فی المساجد تمیم داری'' (شرح ابن ماجہ)

کتاب اصحابۃ للمدینی میں ابن قتیبہ کے حوالہ سے یہ تفصیل درج ہے:

''ابو ہند کہتے ہیں کہ تمیم داریؓ اپنے ساتھ ملک شام سے روغن زیتون اور قندیل اور رسی (یا زنجیر) لے کر چلے' جب مدینہ پہنچے تو اتفاق سے شب جمعہ تھی' حضرت تمیم داریؓ نے اپنے غلام ابوالبراد کو حکم دیا وہ اٹھا رسی باندھی اور قندیل لٹکائی اس میں پانی اور زیتون کا تیل ڈالا پھر بتی لگائی پھر ابوالبراد سے کہا: اسے سلگاؤ' چنانچہ اس نے سلگایا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ روشنی کس نے کی؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: تمیم نے' یارسول اللہ! اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں فرمایا: ''نورت الاسلام نور ک علیک فی الدنیا والآخرۃ اما انہ لو کانت لی ابنۃ لزوجتکھا'' یعنی تم نے اسلام کو روشن کردیا' اللہ تعالیٰ دارین میں تمہیں نور عطا کرے' سنو! اگر میرے پاس کوئی بیٹی ہوتی تو ضرور تمہارا اس سے نکاح کردیتا۔

حضرت تمیمؓ کا نکاح:

نوفل بن حارث بن عبدالمطلب (حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی) نے کہا: یارسول اللہ! میری ایک بیٹی ہے ام المغیرہ (بیوہ تھیں) آپ جو چاہیں کر لیجئے' چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا اس سے نکاح کرادیا' اس شرط پر کہ مدینہ میں قیام کریں۔ (شرح ابن ماجہ)

چنانچہ مدینہ ہی میں مقیم رہے' یہاں تک کہ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد ملک شام منتقل ہوگئے۔ (سیراعلام)

خطبہ جمعہ سے قبل وعظ:

''اول من قص تمیم داری
استاذن عمر فاذن فقص قائما۔''
(صفۃ الصفوۃ)

اس کی تفصیل یہ ہے: حمید بن عبدالرحمن فرماتے ہیں کہ حضرت تمیم داریؓ نے حضرت عمرؓ سے کئی سال تک وعظ کہنے کی اجازت طلب کرتے رہے اور حضرت عمرؓ انکار فرماتے رہے' جب حضرت تمیمؓ کا اصرار بڑھ گیا تو فرمایا: ''تم کیا کہو گے؟ حضرت تمیمؓ نے کہا: ان کے سامنے قرآن پاک پڑھوں گا' بھلائی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع کروں گا' حضرت عمرؓ نے کہا: یہ تو نفع کی بات ہے' پھر فرمایا: جمعہ کے لئے میرے نکلنے سے پہلے نصیحت کرو۔'' چنانچہ خطبہ جمعہ سے قبل وعظ ونصیحت کرتے رہے پھر حضرت عثمانؓ جب خلیفہ ہوئے تو ان سے مزید دوسرے دن وعظ کہنے کی اجازت طلب کی' حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے علاوہ ایک اور دن کا اضافہ کیا۔ (سیراعلام)

حضرت فقیہ الامت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ کے الفاظ میں: ''حضرت تمیم داریؓ ہر جمعہ کو خطبہ شروع ہونے سے پہلے احادیث سنایا کرتے تھے۔'' (حقیقت تبلیغ)

فائدہ:

معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن خطبہ سے پہلے چند نصیحت کا سلسلہ حضرت عمرؓ کے زمانہ مبارک سے جاری ہے' یہ رواج بدعت نہیں ہے۔

نیز حاضرین کو نصیحت کرنے کے لئے وعظ کہنے کو خطبہ جمعہ سے الگ رکھا گیا تاکہ خطبہ جو کہ واجب ہے' اس کی شان اپنے مسنون طریقے و انداز کے مطابق ممتاز اور نمایاں رہے' خطبہ اور وعظ میں خلط نہ ہو۔

پس جو لوگ خطبہ جمعہ ہی میں علاقائی زبان میں وعظ وتقریر کرنے کو جائز سمجھتے ہیں وہ خطبہ کی امتیازی شان کو مسخ اور سنت متوارثہ کے خلاف کررہے ہیں۔

کرامت:

امام بغویؒ نے نقل کیا ہے کہ معاویہ بن حرمل حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہا: اے امیرالمومنین میں توبہ کرتا ہوں قبل اس کے کہ آپ مجھ پر قابو پائیں (یعنی قتل کریں) حضرت عمرؓ نے کہا: تو کون ہے؟ میں نے کہا: معاویہ بن حرمل مسیلمہ کذاب کا داماد' حضرت عمرؓ نے کہا: جاؤ اور اہل مدینہ میں سب سے بہتر کے یہاں اترو' کہتے ہیں میں حضرت تمیم داریؓ کا مہمان بنا...... ایک دن کا واقعہ ہے کہ حرہ میں ایک بڑی آگ نکلی' حضرت عمرؓ حضرت تمیمؓ کے پاس آئے اور کہا: اے تمیم' چلو اس آگ کو دفع کرو' جہاں سے نکلی ہے وہاں پہنچادو' حضرت تمیم نے کہا: ''ومن انا وما انا'' میں کون' میری کیا حیثیت ہے؟ حضرت عمرؓ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگ کی طرف چلے' حضرت تمیم داریؓ آگ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے ہانکنے لگے حتی کہ جس گھاٹی سے نکلی تھی' وہاں داخل کردیا اور خود بھی اس کے پیچھے پیچھے داخل ہوئے' پھر نکل آئے' آگ نے ان کا کوئی نقصان نہیں کیا' حضرت عمرؓ نے اس موقع پر تین مرتبہ فرمایا: ''لیس من رای کمن لم یر'' یعنی واقعہ کا مشاہدہ کرنے والا نہ دیکھنے والے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ (دلائل النبوۃ' البدایہ' سیراعلام' اصابہ)

اس واقعہ میں حضرت عمرؓ کی جانب سے حضرت تمیمؓ کی تعظیم کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ (اسد الغابہ)

بحری سفر اور قصہ دجال:

حضرت فاطمہ بنت قیسؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کو سنا وہ اعلان کررہا تھا: ''الصلاۃ جامعۃ'' میں نماز کے لئے نکلی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (مردوں کے پیچھے عورتوں کی صف اول میں ظہر کی) نماز ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوکر منبر پر بیٹھے (جبکہ اس دن سے پہلے سوائے جمعہ کے منبر پر نہیں چڑھتے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر اس وقت مسکراہٹ تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے' اس کے بعد آپؐ نے فرمایا: جانتے ہو میں نے تم کو کیوں جمع کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ ورسولہ اعلم' آپؐ نے فرمایا: بخدا میں نے تم کو نہ تو مال وغیرہ کی تقسیم کے لئے جمع کیا ہے' نہ کسی جہاد کی تیاری کے لئے' بس صرف اس بات کے لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے نصرانی تھا وہ آیا اور مسلمان ہوگیا اور مجھ سے ایک قصہ بیان کرتا ہے (میں اس سے خوش ہوا میں چاہتا ہوں کہ تم سے بیان کروں) جس سے تم کو میرے اس بیان کی تصدیق ہوجائے گی جو میں نے کبھی دجال کے متعلق تمہارے سامنے ذکر کیا تھا' وہ کہتا ہے کہ ایک بڑی کشتی میں سوار ہوا جس پر سمندروں میں سفر کیا جاتا ہے' ان کے ساتھ قبیلہ لخم اور جذام کے تیس آدمی اور تھے سمندر کا طوفان ایک ماہ تک ان کا تماشا کرتا رہا' آخر مغربی جانب ان کو ایک جزیرہ نظر آیا جس کو دیکھ کر وہ بہت مسرور ہوئے اور چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر اس جزیرہ پر اتر گئے سامنے سے ان کو جانور کی شکل کی ایک چیز نظر پڑی جس نے

سارے جسم پر بال ہی بال تھے کہ ان میں اس کے اعضائے مستورہ تک کچھ نظر نہ آتے تھے‘لوگوں نے اس سے کہا کمبخت تو کیا بلا ہے؟ وہ بولی میں دجال کی جاسوس ہوں چلو اس گرجے میں وہاں ایک شخص ہے جو تمہاری خبروں کا مشتاق ہے‘یہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو اب ہم کو ڈر لگا کہ کہیں وہ کوئی جن نہ ہو‘ہم لپک کر گرجے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا قوی ہیکل شخص دیکھا کہ اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا‘اس کے ہاتھ گردن سے ملا کر اور اس کے پیر گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے نہایت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے ہم نے کہا: تیرا ناس ہو تو کون ہے؟ وہ بولا تم کو میرا پتا کچھ نہ کچھ لگ ہی گیا ہوگا اب تم بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا: ہم عرب کے باشندے ہیں ہم ایک بڑی کشتی میں سفر کر رہے تھے‘سمندر میں طوفان آیا اور ایک ماہ تک رہا‘اس کے بعد ہم اس جزیرہ میں آئے تو یہاں ہمیں ایک جانور نظر پڑا جس کے تمام جسم پر بال ہی بال تھے اس نے کہا: میں جساسہ جاسوس ہوں‘چلو اس شخص کی طرف جو اس گرجے میں ہے‘اس لئے ہم جلدی جلدی تیرے پاس آ گئے‘اس نے کہا: مجھے یہ بتاؤ کہ بیسان (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کی کھجوروں میں پھل آتا ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا: ہاں آتا ہے‘اس نے کہا وہ وقت قریب ہے جب اس میں پھل نہ آئے‘پھر اس نے پوچھا اچھا بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں؟ ہم نے کہا بہت ہے‘اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جبکہ اس میں پانی نہ رہے گا‘پھر اس نے پوچھا زغر (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کے چشمہ کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں؟ و راس بستی والے اپنے کھیتوں کو اس کا پانی دیتے ہیں یا نہیں؟ ہم نے کہا: اس میں بھی پانی بہت ہے اور بستی والے اسی کے پانی سے اپنے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں‘پھر اس نے کہا: اچھا نبی الامیین کا کچھ حال سناؤ ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے آئے ہیں‘اس نے پوچھا کیا عرب کے لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے پوچھا اچھا پھر کیا نتیجہ رہا؟ ہم نے بتایا کہ وہ اپنے گردونواح پر تو غالب آ چکے ہیں اور لوگ ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں‘اس نے کہا: سن لو ان کے حق میں یہی بہتر تھا کہ ان کی اطاعت کر لیں (نبی آخر الزماں کی بعثت کی خبر سن کر اس نے مارے خوشی کے چھلانگ لگائی) اور اب میں تم کو اپنے متعلق بتاتا ہوں‘میں مسیح دجال ہوں اور وہ وقت قریب ہے جب مجھ کو یہاں سے باہر نکلنے کی اجازت مل جائے گی‘میں باہر نکل کر تمام زمین میں گھوم جاؤں گا اور چالیس دن کے اندر اندر کوئی بستی ایسی نہ رہ جائے گی جس میں داخل نہ ہوں‘بجز مکہ اور طیبہ کے کہ ان دونوں مقامات میں میرا داخلہ ممنوع ہے‘جب ان دونوں میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا‘اس وقت ایک فرشتہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے سامنے آ کر مجھے داخل ہونے سے روک دے گا‘اور ان مقامات کے جتنے راستے ہیں‘ان سب پر فرشتے ہوں گے جو ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

فاطمہؓ بنت قیس کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لکڑی منبر پر مار کر فرمایا کہ وہ طیبہ یہی مدینہ ہے‘یہ جملہ تین بار فرمایا‘دیکھو کیا یہی بات میں نے تم سے بیان نہیں کی تھی؟ لوگوں نے کہا: جی ہاں! آپ نے بیان فرمائی تھی‘اس کے بعد فرمایا: دیکھو وہ بحر شام یا بحر یمن بلکہ مشرق کی جانب ہے اور اسی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ (مسلم شریف‘ترجمان السنۃ)

(جی میں آ گیا تو دجال کی مناسبت سے ذیل کی روایت ذکر کر دی ہے ورنہ سیرت تمیم سے اس کا تعلق نہیں ہے)۔

خروج دجال کا زمانہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن دجال کا ذکر کیا‘میں نے پوچھا: وہ کب نکلے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عمارتیں مضبوط و مستحکم بنائی جانے لگیں اور عورتیں (غیر شوہروں کے لئے) زینت کرنے لگیں‘ میں نے کہا: جب ایسا ہو جائے تو پھر کب نکلے گا؟ فرمایا: جب تجارت کرنے والے جھوٹ بولنے لگیں اور لوگ زنا وغیرہ گناہ کرنے لگیں‘میں نے پوچھا جب ایسا ہوگا تو کب نکلے گا؟ ارشاد فرمایا: جب میری امت نبیذ کے بجائے شراب کو حلال سمجھنے لگے اور سود کو خرید و فروخت کے بدلے اور زنا کو نکاح کے بدلے حلال سمجھنے لگے‘اس وقت دجال کا خروج ہوگا۔ (الناسخ والمنسوخ لابن الشاہین)

ریا سے حفاظت اور اعتدال کی ہدایت:

یزید بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت تمیم داریؓ سے پوچھا: رات میں آپ کی نماز کیسی ہوتی ہے؟ تمیمؓ بہت غصہ ہوئے اور کہا واللہ! میں ایک رات چھپ کر پڑھوں مجھے زیادہ محبوب ہے‘اس سے کہ پوری رات نماز پڑھوں اور لوگوں سے بیان کروں‘اس پر وہ شخص خفا ہو گیا اور کہا: اے اصحاب رسول اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں‘آپ لوگوں کو اگر ہم آپ سے پوچھتے ہیں تو آپ ہم سے ناراض ہوتے ہیں اور اگر نہ پوچھیں تو ہم سے چھپاتے ہیں‘پس حضرت تمیم داریؓ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: بھلا بتلاؤ اگر تم مومن قوی ہو اور میں کمزور تو کیوں میں ریس کروں تم سے‘اس نعمت پر جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دی ہے‘ہاں اپنے دین سے اپنے نفس کا حق اور اپنے نفس سے اپنے دین کا حصہ لے لو تاکہ ایسی عبادت پر قائم ہو جاؤ‘جس کی تمہارے اندر طاقت ہے۔ (حلیۃ

(الصفوہ)

ایک خاص خوبی (منقبت):

حضرت تمیم داریؓ نے دجال کا قصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے منبر پر صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان کیا' پس حضرت تمیمؓ کی خوبیوں میں سے شمار کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سے حدیث روایت کرتے ہیں' اس لئے یہ ایک چیستان کا جواب بھی ہے کہ وہ کون سے صحابی ہیں' جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیث نقل کرتے ہیں۔ (اصابہ' تکملہ فتح الملہم)

آخری زندگی اور وفات:

حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد حضرت تمیم داریؓ فلسطین چلے گئے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ''بیت عینون'' جو بیت المقدس کے پاس ہے' اس کی اراضی حضرت تمیم داریؓ کو عنایت فرمائی تھی (جیسا کہ شروع میں گزرا) وہیں سکونت پذیر ہوگئے۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں کہ آپ کا انتقال شام میں ہوا اور فلسطین کے قریب ''بیت جبرین'' میں آپ کی قبر ہے۔ وفات ۴۰ ہجری میں ہوئی' امام ذہبیؒ نقل کرتے ہیں کہ قبر کے کتبہ پر یہ لکھا ہوا ہے: مات سنة اربعين۔ (اصابہ' تراجم الاحبار' فتح الباقی علی الفیۃ العراقی' اعلام' سیر اعلام النبلاء' معجم البلدان' صفۃ الصفوہ وغیرہ) کتب میں صراحت ہے کہ حضرت تمیم داریؓ کی وفات فلسطین میں اپنی بستی میں ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔

حضرت تمیمؓ کی چند مرویات کا ترجمہ:

۱:..... تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک دین خیر خواہی ہے' بے شک دین خیر خواہی ہے' صحابہ کرام نے کہا: یارسول اللہ! کس کے لئے؟ ارشاد فرمایا: اللہ کے لئے' اس کی کتاب کے لئے' اس کے رسول کے لئے' مسلمانوں کے ائمہ و پیشوا کے لئے اور عام مسلمین کے لئے۔ (مسلم' مسند احمد)

۲:..... تمیم داریؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس چیز کا حساب بندہ سے لیا جائے گا' قیامت کے دن وہ اس کی نماز ہوگی اگر وہ مکمل نکلی تو مکمل لکھی جائے گی ورنہ اللہ تعالیٰ کہیں گے دیکھو بندہ کے پاس (نامہ اعمال میں) کچھ نوافل بھی ہیں تاکہ اس سے فریضہ کو کامل کرو' پھر زکوٰۃ اسی طرح سے پھر اور اعمال کا اسی طرز سے حساب کیا جائے گا۔ (مسند احمد)

۳:..... تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے رات میں ایک سو آیت پڑھی اس کے لئے پوری رات عبادت کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مسند احمد)

۴:..... تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بازار جائے اور بلند آواز سے یہ دعا پڑھے:

''لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر۔''

تو اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (اخرجہ رزین جامع الاصول)

۵:..... تمیم داریؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں گھوڑا باندھا پھر اپنے ہاتھ سے اسے چارہ دیتا ہے تو اس کے لئے ہر دانہ کے بدلے ایک نیکی ہے۔ (ابن ماجہ)

☆☆.........☆☆

ملفوظات قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی امنگوں کے ترجمان' سرمایہ اہلسنت والجماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دوسرے امیر مرکزیہ' خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ نے فرمایا:
''ہم مرزائیوں کو اسلام اور پاکستان کا سب سے بڑا دشمن خیال کرتے ہیں اور اس کے استیصال کے لئے ہر ممکن قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔''

ایک موقع پر فرمایا: ''جس طرح سورج کو حق ہے کہ وہ سیاہی اور تاریکی پر حملہ کرے اسی طرح ہمیں بھی یہ حق ہے کہ فخر دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج وتخت ختم نبوت کی حفاظت کے لئے سر دھڑ کی بازی لگادیں۔''

ایک اور موقع پر فرمایا: حق' باطل کی ریشہ دوانیوں کو کبھی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔

مزید فرمایا: ''آج کے دور میں عقلیت کا دور دورہ ہے' ہر شخص اپنی عقل کے بل بوتے پر ہر چیز کو پرکھنے کا قائل ہے اگر وہ واقعی نبوت اور جھوٹے دعوائے نبوت' اسی طرح نبی اور جھوٹے مدعی نبوت کے درمیان فرق کو سمجھنا اور حق وباطل کو پرکھنا چاہے' تو اسلام اور قادیانیت کے تقابلی مطالعہ سے وہ بڑی آسانی سے یہ فیصلہ کرسکتا ہے کہ حق وسچ کیا ہے؟ سچے نبی میں کیا خوبیاں ہوتی ہیں؟ اور جھوٹے مدعی نبوت ان خوبیوں سے کس طرح عاری ہوتے ہیں؟ اخلاق وکردار کی کن بلندیوں پر انبیاء کرام علیہم السلام فائز ہوتے ہیں جبکہ جھوٹے مدعی نبوت بشمول مرزا قادیانی اخلاقی اعتبار سے پستی کے اسفل درجہ میں پڑے ہوئے ہیں۔''

(از ہفت روزہ ''لولاک'' ج:۱۹ ش:۲۸)

تکمیل ایمان کے شعبے

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

اسلام کے پانچ شعبے ہیں:

(۱) عقائد' (۲) عبادات' (۳) معاملات'

(۴) اخلاق' (۵) معاشرت۔

ان پانچوں شعبوں کو قرآن مجید نے بڑی اہمیت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ سورۂ فاتحہ کے بعد جب حق تعالیٰ شانہ نے اپنے فرمانبردار بندوں کی خصوصیات کا ذکر فرمایا تو انہیں شعبوں کے ساتھ متصف ہونے کا ذکر فرمایا' چنانچہ سورۂ بقرہ کی ابتداء میں ارشاد خداوندی ہے:

"یہ کتاب (قرآن مجید) سراپا ہدایت ہے ان متقی (فرمانبردار) بندوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں غائب پر (عقائد) اور قائم کرتے ہیں نماز کو (عبادات) اور خرچ کرتے ہیں جو ہم نے ان کو دیا' اس میں سے (اخلاق)۔" (البقرہ:۳)

دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے:

"(دراصل) نیکی یہی نہیں ہے کہ تم پھیرو اپنے چہروں کو مشرق اور مغرب کی طرف بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ لوگ ایمان لائیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر' (اللہ کی) کتابوں اور نبیوں پر (عقائد) اور دیں مال (اللہ کی محبت میں) باوجود خود عزیز رکھنے کے قریبی رشتہ داروں' یتیموں' مساکین اور مسافر' سوالی اور قیدیوں کو (اخلاق) اور قائم کریں نماز اور ادا کریں زکوٰۃ (عبادات) اور پورا کریں اپنے عہد کو جب وہ عہد کریں (معاملات) اور صبر کریں پریشانیوں' تکالیف میں اور جب مشکل میں ہوں (معاشرت) یہی لوگ دراصل (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی لوگ وہ متقی (فرمانبردار) ہیں۔" (البقرہ:۱۷۷)

ان پانچوں شعبوں میں سے ہر ایک شعبہ اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتا ہے' ان میں کسی ایک کی کمی صاحب ایمان اور مسلمان کی تعریف کو نامکمل اور ادھورا کردیتی ہے یعنی ایمان اور اسلام کی صحیح معنوں میں تکمیل ہی اس وقت ہوگی' جب ان پانچوں شعبوں کو زندگی کا حصہ بنایا جائے۔

معاشرت کو لیجئے' اگر ایک شخص کی معاشرت درست نہ ہو تو اس سے نہ صرف اپنی ذات کا نقصان ہوتا ہے بلکہ پورے کا پورا معاشرہ متاثر ہوکر رہ جاتا ہے' معاشرت کسے کہتے ہیں؟" ہر انسان کسی دوسرے انسان کے ساتھ کسی نہ کسی واسطے سے کوئی نہ کوئی تعلق اور نسبت ضرور ہوتی ہے' اس تعلق اور نسبت کی وجہ سے اس کی ذات سے جو ردعمل رونما ہوتا ہے' اس کو معاشرت کہتے ہیں۔ جیسے باپ بیٹے کا تعلق' بہن بھائیوں کا تعلق' دوست احباب' کسی ادارہ یا محکمہ کے متعلقین ایک شخص کی ذات کا ان تمام متعلقین کے ساتھ جو ردعمل ہوگا' یہی معاشرت کہلائے گی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرت کو بڑے حسین پیرائے میں ذکر فرمایا ہے:

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده" (ترمذی' کتاب الایمان)

مسلمان صحیح معنوں میں وہی مسلمان ہے' جس کی زبان اور اس کے ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے' انسان کے اعضاء میں سے زبان اور ہاتھوں کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے' جس کی بنا پر ان دونوں اعضاء کی جہاں افادیت بہت زیادہ ہے' وہاں ان دونوں اعضاء کے غلط استعمال کی وجہ سے اذیت بھی بہت زیادہ ہے' اگر کوئی شخص ان دونوں اعضاء کا استعمال صحیح طور پر کرے تو وہ صحیح معنوں میں انسان کہلانے کے لائق ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ' فرماتے تھے کہ مکمل انسان ہونے کا دعویٰ تو ہم بھی نہیں کرتے' البتہ اللہ کا شکر ہے کہ زندگی میں انسانوں کو ضرور دیکھا ہے اور کبھی فرماتے کہ ہماری خانقاہ میں جس کو انسان بننا ہو تو تشریف لائے اور جس کو بزرگ بننا ہو وہ کسی دوسری جگہ چلا جائے۔

اسی طرح کی مثال امام غزالی رحمہ اللہ نے بھی ذکر فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ نے جانور تین قسم کے پیدا فرمائے ہیں' ان میں سے ایک قسم ان جانوروں کی ہے' جن کی ذات سے دوسروں کو فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے'

نقصان برائے نام ہوتا ہے' جیسے: گائے' بھینس' اور بکری وغیرہ' جن سے دودھ' گوشت اور چمڑہ حاصل کیا جاتا ہے' دوسری قسم ان جانور کی ہے جن سے نقصان ہی نقصان ہوتا ہے' فائدہ بہت کم' جیسے سانپ اور بچھو وغیرہ' تیسری قسم ان جانوروں کی جن کی ذات سے نہ فائدہ ہی ہوتا ہے اور نہ ہی نقصان' جیسے گیدڑ' کچھوا وغیرہ حضرت نے فرمایا کہ انسان کو کم از کم جانوروں کی پہلی قسم میں ہی شامل ہونا چاہئے کہ اس کی ذات سے دوسروں کو منفعت ہی منفعت ہو کسی کو حتی الامکان نقصان نہ ہو' اگر یہ نہیں ہوسکتا تو کم از کم جانوروں کی تیسری قسم ہی بن جائے کہ اس کی ذات سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچ سکتا تو کم از کم نقصان تو نہ پہنچے لیکن دوسری قسم میں ہرگز شامل نہیں ہونا چاہئے کہ ہر وقت سانپ اور بچھو نہ بنے' ان دوسری قسم کے لوگوں کے بارے میں ہی قرآن کریم نے فرمایا کہ:

''اولئک کالانعام بل ھم اضل''

جیسے حکایت ہے کہ ایک بچھو اور کچھوے کی دوستی ہوگئی' کچھوے نے از روئے مروت پوچھ لیا کہ بچھو بھائی ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور بتائیں' بچھو نے کہا کہ مجھے دریا کے دوسرے کنارے جانا ہے' کچھوے نے کہا کہ یہ کون سا مشکل کام ہے' آپ میری پشت پر سوار ہوجائیں' میں آپ کو دوسرے کنارے پر پہنچا دیتا ہوں' چنانچہ بچھو پشت پر سوار ہوگیا' جب کچھوا دریا کے درمیان تو بچھو نے اپنی خصلت کے مطابق ڈنک مارنا شروع کردیئے' کچھوے نے پوچھا بھائی کیا کررہے ہو؟ مجھے تکلیف ہورہی ہے' بچھو نے کہا: ارے بھائی یہ تو میری عادت اور خصلت ہے' کچھوے کو غصہ آیا' اس نے بھی ایک گہرا غوطہ لگایا' بچھو کا جب دم گھٹنے لگا تو اس نے چیخنا شروع کردیا کہ کچھوے بھائی یہ کیا کررہے ہو؟ میرا دم گھٹ رہا ہے' کچھوے نے جواب دیا کہ غوطہ لگانا میری بھی عادت اور خصلت ہے۔ بعض انسان بھی سانپ اور بچھو کی طرح کوئی موقع ہاتھ سے خالی نہیں جانے دیتے' جہاں موقع ملا ڈس لیتے ہیں' اسی لئے تو حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ: ''اولئک کالانعام بل ھم اضل '' انسان کو تو حق تعالیٰ شانہ نے اس کی دیرینہ خصوصیات کی بنا پر اپنا خلیفہ بنایا ہے' لیکن جب یہ اپنی کم عقلی اور جہالت کی بنا پر سانپ اور بچھو جیسے اعمال کرتا ہے تو نہ صرف یہ جانوروں کی صف میں کھڑا ہوجاتا ہے' بلکہ ان سے بھی گیا گزرا ہوجاتا ہے' اس لئے کہ جانور تو عقل وشعور کی صفات سے مبرا ہے' اس کو نہ حلال وحرام کی تمیز اور نہ نفع ونقصان کی تمیز' جبکہ انسان عقل وشعور رکھتے ہوئے بھی جانور سے گیا گزرا بن جاتا ہے' حضرت انسان کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوں' یاد رہے خلیفہ نائب کو کہا جاتا ہے' دنیا کا قانون ہے کہ کوئی بڑی شخصیت اپنے فرض منصبی پر جب کسی کو مقرر کرتی ہے یا اپنی عدم موجودگی میں کسی کو نائب بناتی ہے تو وہ نائب (خلیفہ) اس کی طرف سے نمائندگی کرتا ہے' ہمیشہ نائب اور نمائندہ اس کو مقرر کیا جاتا ہے جس کے بارے پھر پورا اعتماد ہوتا ہے کہ یہ اس منصب کے لائق ہے اور یہ اپنی ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھا سکے گا' اگر اس اعتماد کے باوجود بھی خلیفہ بگڑ جائے تو مآخذہ سخت ہوتا ہے اور سزا بھی کڑی ہوتی ہے' کیوں؟ اس لئے کہ اس کو جو اعزاز اس کے بڑے کی طرف سے دیا گیا تھا اس کی لاج نہیں رکھی۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ:

''صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ و نحن لہ عابدون''

ترجمہ: ''اللہ کی ذات کا ایک رنگ ہے' اس سے بڑھ کر کوئی رنگ نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی ذات رحمن ہے' رحیم ہے' غفور و رؤف بھی ہے' اس لئے وہ اپنے خلیفہ کو اس کی مخلوق پر رحمت وشفقت' مہربانی اور درگزر کی صفت ورنگ کے ساتھ متصف ہونا پسند فرماتا ہے' نہ کہ درندوں کی طرح بے حس' ہماری شریعت نے بڑی فراخ دلی سے معاشرت کے ایک ایک پہلو کو کھول کھول کر ذکر کیا ہے' قرآن وحدیث کی روشنی میں ہزاروں مثالیں آپ کو حسن معاشرت کا درس دیے ہوئے اس دنیا کو جنت کے منظر کا عکس دکھاتے ہوئے نظر آئیں گی۔

ہماری معاشرت کا سب سے بڑا باب آپس میں مل جل کر رہنا ہے' دوسرے کے لئے راحت رسانی ہے کہ کسی کی ذات سے دوسرے کو کوئی تکلیف یا اذیت نہ ہو' مثلاً استیذان کا مسئلہ قرآن کریم نے بڑی تفصیل سے ذکر فرمایا ہے کہ جب کسی کے گھر ملنے کے لئے جاؤ' تو پہلے تین بار اجازت لو' تین بار دروازہ پر دستک دو' اگر جواب ملے' اجازت ہوجائے تو گھر میں داخل ہونا چاہئے' ورنہ واپس لوٹ آنا چاہئے' بغیر اجازت کے کسی کے گھر نہ جانا چاہئے' حتی کہ گھر کے افراد کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جب اپنے گھر میں داخل ہو تو کنگارتے (کھانسنے کی آواز نکالتے) ہوئے داخل ہونا چاہئے تاکہ اگر گھر میں کوئی نامحرم عورت ملنے کے لئے آئی ہوئی ہو تو پردہ کا اہتمام کرلے۔

نماز ہمارے دین کا اہم فریضہ ہے' قرآن و حدیث میں اس کی بڑی اہمیت مذکور ہے' لیکن حکم یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو ایسی بیماری ہو جس سے دوسروں کو کراہت ہو' منہ یا بدن سے بدبو آتی ہو تو وہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بجائے گھر میں نماز ادا کرے تاکہ اس کی ذات سے دوسروں کو اذیت نہ ہو۔

حجر اسود کا بوسہ لینا بڑی سعادت کی بات ہے' حضرات انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور بہت ہی متبرک مقام ہے لیکن اگر کسی کو دھکا پیل کرکے حجر اسود کو بوسہ دیا تو بجائے ثواب کے گناہ ملے گا' سنت کو

ادا کرنے کی بجائے حرام کا مرتکب ہو جائے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسوۂ حسنہ کو دیکھیں کہ تہجد کے لئے اٹھتے ہیں تو اس طرح کمرہ سے باہر جاتے ہیں کہ کسی کی نیند میں خلل واقع نہ ہو' اسی طرح گھر میں داخل ہوتے ہیں تو اس طرح آہستہ سے سلام فرماتے کہ سوئے ہوئے جاگ نہ جائیں اور جو جاگنے والے ہیں آپ کی آواز کو سن لیں' اسی حسین معاشرت کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد گرامی فرمایا:

''المسلم من سلم المسلم من لسانه ويده۔''

ترجمہ: ''مسلمان تو کامل مسلمان وہی ہے کہ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔''

اس حدیث مبارکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان سے دوسرے مسلمان کے محفوظ ہونے کا ذکر فرمایا ہے' یہ نہیں فرمایا کہ: ''المسلم من سلم الكافر من لسانه ويده'' کیوں؟ اس لئے کہ جب مسلمان کی زبان اور ہاتھ سے اس کا مسلمان بھائی محفوظ نہیں رہ سکتا' غیر مسلم کے بارے میں اس سے کیا اچھائی کی توقع رکھی جاسکتی ہے۔

''المسلم اخ المسلم'' آج ہم اپنی معاشرت میں دیکھتے ہیں' بھائی بھائی کا گلا کاٹنے پر تلا ہوا ہے' اس کی زبان اور ہاتھ سے نہ بہن بھائی محفوظ ہیں' نہ رشتہ دار' عزیز واقارب' دوسرے متعلقین کے بارے میں تو پوچھنا ہی کیا' ہماری معاشرت کے بگاڑ نے ہمیں پوری غیر مسلم اقوام کے سامنے سر شرمندگی سے جھکانے پر مجبور کردیا ہے' اس لئے کہ ہمارے ہی بھائی جو کلمہ گو ہیں' اپنے مسلمان بھائیوں کی جڑیں کاٹنے پر تلے ہوئے ہیں' نہ ان کی زبان سے کوئی دوسرا مسلمان محفوظ ہے اور نہ ہی ہاتھ سے' آج پوری دنیا میں مسلمان کو نہ صرف شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ عجیب عجیب القابات سے بھی نوازا جاتا ہے۔

آخر کیوں صرف اس لئے کہ مسلمان نے خود اپنی حیثیت اور منصب کو نہیں پہچانا' اپنی معاشرت اپنے دین کو پس پشت ڈال کر غیروں کی ہاں میں ہاں ملانا اور ان کی اندھی تقلید شروع کردی' جو اسلام دارالسلام میں ایک غیر مسلم (ذمی) کو اپنے مسلمان بھائی کے برابر حقوق دینے کا حکم صادر کرتا ہے' اس کی عزت وآبرو مال وجان کا تحفظ اپنا فرض منصبی اور اپنے مذہب کا حصہ گردانتا ہے' اسلام کے اسی پیروکار مسلمان کو دہشت گرد' شدت پسند...... کے القابات سے نوازا جاتا ہے' اس لئے کہ ایک کلمہ گو ہونے کے ناطے اپنے کو مسلمان کہلوا کر زبان سے ایسے الفاظ اور محاورات بولے جاتے ہیں' جس سے خود مسلمان اپنے بھائی کے ایمان کے بارے میں شک لاحق ہو جاتا ہے' جیسے اپنے اسلام کو نعوذ باللہ! قدیم مذہب اور قرآن کریم کے احکامات کو کالے حروف کا قانون کہنا یہ سب اسی زبان کی کارستانیاں ہیں۔

علماء لکھتے ہیں کہ پاؤں کا پھسلا ہوا دوبارہ کھڑا ہوسکتا ہے لیکن زبان سے اگر غلط بات نکل جائے تو پھر اختیار ہی نہیں رہتا۔

حضرت یحیٰی بن معاذ رحمہ اللہ ایک بزرگ گزرے ہیں' فرمایا کرتے تھے کہ دل کی مثال ایک ہنڈیا کی سی ہے اور زبان کی مثال ایک چمچ کی سی ہے' چمچ ہمیشہ وہی چیز نکالتا ہے جو ہنڈیا میں پکا ہوا ہوتا ہے اور زبان ہمیشہ وہی بولتی ہے جو دل میں موجود ہوتا ہے' اگر دل پاک صاف اور نیک خیالات کا حامل ہوگا تو زبان فوراً اس کی ترجمانی کرے گی اور اگر دل میں گناہوں کی آلودگی اور غلاظت ہوگی' زبان اس کی ترجمانی کرتی رہے گی' یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جہنم میں جانے والوں کی اکثریت ان لوگوں کی ہوگی جنہوں نے اپنی زبان کی حفاظت نہ کی ہوگی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعض اوقات اپنی زبان کو پکڑ کر کھینچتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ جسم کا وہ عضو ہے' جس کی وجہ سے اکثر لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے' عظیم ہے وہ شخص جس کی خاموشی فکر کے ساتھ اور جس کی گفتگو ذکر کے ساتھ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کی معاشرت کو درست فرما کر ہماری زبان اور ہمارے ہاتھوں سے دوسرے مسلمانوں کو محفوظ رکھے اور ہم سب مسلمانوں کو کامل ایمان اور حسن معاشرت عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆

مسلمان قیدی بچوں کو قادیانی ہونے سے بچایا جائے: مولوی فقیر محمد

فیصل آباد (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وزیراعظم اور وزیراعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ بورسٹل جیل فیصل آباد سے غیر مسلم قادیانی فہیم الدین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کو عارضی طور پر ایک ماہ کے لئے جھنگ جیل تبادلہ کرنے کی بجائے' بورسٹل جیل سے مستقل طور پر برطرف کیا جائے اور مسلمان قیدی بچوں کو قادیانی ہونے سے بچایا جائے اور مسلمان ملازمین کو اس قادیانی کے ظلم سے بچایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ کافی عرصہ سے مطالبہ کیا جارہا ہے کہ اس خطرناک قادیانی غیر مسلم جیلر کو بورسٹل جیل سے تبدیل کیا جائے' مگر ڈی آئی جی فیصل آباد جیل خانہ جات اس کا تحفظ کررہے ہیں جو غیر قانونی فعل ہے' جبکہ کوئی غیر مسلم' مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کا نگران مقرر نہیں کیا جاسکتا اور یہ ۱۶ گریڈ کا کلرک نما ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل غیر قانونی طور پر اسلامی شعائر کی توہین کا مرتکب ہورہا ہے اور قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے' اس قادیانی نے ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں قادیانی تبلیغی مرکز بھی قائم کر رکھا ہے۔

یادگار اسلاف

مولانا عبدالحئی جام پوری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال!

دارالعلوم دیوبند کے فاضل، محقق و فاضل اجل حضرت مولانا عبدالحئی جام پوریؒ ۱۴/ جون ۲۰۰۷ء کو صبح کے وقت انتقال فرماگئے۔ ایک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا عبدالحئی جام پوریؒ نے دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا' اس زمانہ میں اسپشلائزیشن کے لئے حضرات فضلاء دارالعلوم اپنے اپنے ذوق کے مطابق' خانقاہوں' مناظرین' اطباء کے ہاں رجوع کرتے تھے' مولانا عبدالحئی صاحب نے لکھنو دارالمبلغین میں داخلہ لیا اور امام اہل سنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کے ہاں فن مناظرہ میں ید طولیٰ حاصل کیا۔

اس دور میں سردار احمد خان بتالیؒ نے تنظیم اہل سنت پاکستان کی بنیاد رکھی تھی' سردار صاحب مرحوم اسی علاقہ کے نامی گرامی مذہبی زمیندار تھے' مولانا عبدالحئی صاحب نے ان کی سرپرستی میں جام پور مسجد مہاجرین و جامعہ محمدیہ سے اپنی سرگرمیوں کا آغاز کیا' جب کہ تنظیم اہل سنت کے پلیٹ فارم سے تبلیغی کاوشوں کو جلا ملنے لگی۔

آپ عرصہ تک تنظیم اہل سنت پاکستان دارالمبلغین ملتان' جامعہ قاسمیہ فیصل آباد' مدرسہ سلطان العلوم مدنیہ کوٹلہ رحم علی شاہ ضلع مظفر گڑھ اور دیگر مدارس کے ریفریشر کورسوں میں لیکچرار کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کے علاقائی پروگراموں اور بالخصوص چناب نگر کی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کا عرصہ تک معمول رہا' حضرت مولانا صوفی اللہ وسایا' مجاہد ختم نبوت اپنی صحت کے زمانہ میں بس یا ویگن پر بھرپور وفد ڈیرہ غازی خان سے چناب نگر کانفرنس پر لایا کرتے تھے' بدھ شام روانہ ہوتے' جمعرات فجر سے قبل پہنچ جاتے اور فجر کا درس مولانا عبدالحئی جامپوریؒ سے دلا کر ختم نبوت کانفرنس کا آغاز کرتے۔

مولانا عبدالحئی ملک بھر کی اہم مسلکی میٹنگوں میں شریک ہوتے اور بڑی جچی تلی مختصر رائے دیتے جو وقیع سمجھی جاتی' بہت ہی فاضل معلوماتی اور ثقہ عالم دین تھے' دینی علوم بالخصوص فتن کے حوالہ سے تاریخ پر گہری نظر اور دسترس تھی' فقہ میں تو رسوخ حاصل تھا' بعض ان کے فتاویٰ جات یادگار اور ٹھوس بنیادوں پر بطور سند کے پیش کئے جانے کے لائق ہیں۔ حضرت مولانا سید نورالحسن بخاریؒ کے آخری زمانہ حیات میں تنظیم اہل سنت سے مولانا عبدالشکور دین پوریؒ' مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ مدظلہ نے علیحدہ مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان کی داغ بیل ڈالی' پھر مولانا عبدالشکور دین پوریؒ مجلس علماء اہل سنت پاکستان کے نام سے خطباء' اہل سنت کی ایک جماعت کے لئے وقف ہوگئے تو اس زمانہ میں مولانا سید عبدالمجید ندیم مدظلہ کی نظر انتخاب مولانا عبدالحئی جام پوریؒ پر پڑی' انہیں مجلس تحفظ حقوق اہل سنت پاکستان کا سربراہ بنادیا' اب تھوڑا عرصہ ہوا' ہمارے مخدوم زادہ ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المومن شاہ بخاری مدظلہ نے انہیں اپنی مجلس احرار اسلام پاکستان کا صدر منتخب کرایا' غرض مولانا عبدالحئی جام پوریؒ ایسے مرنجاں مرنج انسان اور خوبیوں کے مالک تھے کہ جہاں کہیں خلا پیدا ہوتا' اسے پُر کرنے کے لئے سب کی نظر حضرت مولانا عبدالحئی جام پوریؒ پر پڑتی اور وہ بھی اپنی طبعی شرافت اور خدمت دین کے مزاج کے باعث کہ اگر میرے جانے سے دین کے اس شعبہ کا کام چل سکتا ہے تو دریغ نہیں فرماتے' مولانا عبدالحئی جام پوریؒ نے کئی جماعتوں کی کوہ پیمائی کی' لیکن جہاں گئے اپنے علم و فضل کے باعث نمایاں رہے۔

مولانا اللہ وسایا

طبعاً مرنجاں مرنج تھے' کسی بھی ادارہ و جماعت میں رہے ہوں' اپنے کسی بھی دوسرے فریق کا شکوہ و غیبت نہ کرتے تھے نہ ہی مخالفت مول لیتے تھے اس لئے کہیں بھی رہے احترام تمام طبقوں میں آپ کا کیا جاتا تھا۔

مدرسہ سلطان العلوم کوٹلہ رحم علی شاہ میں دورۂ تفسیر کا آغاز ہوا' آپ کو تکلیف دی گئی' آپ نے تفسیر پڑھائی اور ایسی پڑھائی کہ گویا آپ کا موضوع ہی یہ تھا' آپ نے سنی خطباء کے لئے جمعہ خطبہ عربی زبان میں ترتیب دیا جو شائع ہوا' ملک کی کئی مساجد میں وہ پڑھا جارہا ہے' جو آپ کے لئے صدقہ جاریہ ہے' مسجد مہاجرین' جامعہ محمدیہ فیض القرآن جام پور میں نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط آپ نے قرآن و سنت سے لوگوں کے ایمانوں کو جلا بخشی' گزشتہ سے

پیوستہ سال اس مدرسہ کے جلسہ پر فقیر کی حاضری ہوئی' رات کا بیان تھا' مدرسہ سے گھر دور ہونے کے باوجود رات کو تشریف لائے اور فرمایا صرف آپ سے ملنے کے لئے آیا ہوں' بیان کے آخر تک شریک مجلس رہے' اس سے ان کی برخوردار نوازی کو سمجھا جا سکتا ہے' اپنے مسلک کے علاوہ دوسرے مسالک کی جماعتوں وشخصیات کے ہاں بھی آپ کو احترام کا درجہ حاصل تھا' مقامی' ضلعی' ڈویژنل امن کمیٹیوں کے رکن رکین رہے' جسم ہلکا' رنگ پکا' داڑھی قدرے چھدرے بالوں والی' قد وقامت' میل بہ درازی' عمر بھر چاک وچوبند رہے۔ ۹۵ سال کی عمر پائی' آخر وقت تک کسی کے محتاج نہ ہوئے' سوائے بڑھاپے کی کمزوری کے کوئی بیماری نہ تھی۔

اخباری اطلاع کے مطابق آخری دن بھی حسب معمول صبح درس قرآن مجید دے رہے تھے کہ دل کی بازی ہار گئے' حق تعالیٰ مغفرت فرمائے' اسی روز جام پور میں جنازہ ہوا' جو آپ کے صاحبزادہ مولانا ابوبکر عبداللہ نے پڑھایا' شام کو آبائی قبرستان کوٹ چھٹہ میں آسودۂ خاک ہوئے' حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں' دیانت داری کی بات ہے کہ بہت ہی خوبیوں کے مالک عالم دین تھے' اسلاف کی روایات کی چلتی پھرتی تصویر قانع طبیعت اور ایثار پیشہ تھے' باوجودیکہ ایک پسماندہ قصبہ نما شہر میں زندگی گزار دی' لیکن ان کو ملک گیر احترام' مقام' شہرت اور نصیب ہوئی'' جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے'' پڑھنے پڑھانے اور تقریر وبیان سے تعلق رکھا' اگر تحریر کی دنیا کی طرف طبیعت چل نکلتی تو لکھنو کی زبان دانی کے باعث قابل قدر ذخیرہ چھوڑ جاتے' اب بھی سینکڑوں ان کے شاگردان کے لئے ذخیرہ آخرت ہیں' سراپا خیر تھے' حق تعالیٰ شانہ ان کے ساتھ خیر کا معاملہ فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ ☆☆

محافل حسن قرأت' حمد ونعت کا انعقاد

کراچی (رپورٹ: ابومحمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام قرآن اور صاحب قرآن جناب ختمی مرتبت حضرت محمد ﷺ کی شان اقدس میں گل ہائے عقیدت پیش کرنے کے لئے محافل حسن قرأۃ کا اہتمام کیا گیا' جس میں ملک عزیز پاکستان کے نامور قرأ کرام' جید علماء دین اور ثناء خواں حضرات نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔

پہلا پروگرام ۳۰/ جون ۲۰۰۷ء بعد نماز عشاء' مکہ مسجد حیدرآباد کالونی میں منعقد ہوا' جس میں موسم کی خرابی کے باوجود عوام الناس کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور اپنے معزز مہمانان کو دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہا اور ان کی پرسوز آواز میں قرآن کریم کی تلاوت سے اپنے قلوب کو منور کیا۔ پروگرام کی ابتدا جناب قاری ثناء اللہ نے کی' ان کے بعد ملک کے معروف قاری بین الاقوامی شہرت کے حامل مولانا قاری احسان اللہ فاروقی نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کلام مجید پیش کی اور عوام الناس کے دلوں کو خوب گرمایا' تلاوت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے حفاظت قرآن اور صاحب قرآن کی ذات وصفات کی پاس داری کے عنوان پر نہایت پُرجوش اور مدلل خطاب کیا اور عوام الناس کو دعوت فکر وعمل دی اور مجلس کے پلیٹ فارم سے ان کو تحفظ ناموس رسالت کے کام کرنے کی دعوت دی' مولانا کے بیان کے بعد کراچی کے معروف اور نامور قاری محمد اکبر مالکی اسٹیج پر تشریف لائے اور اپنی مسحور کن آواز میں قرآن کریم کی تلاوت پیش کی۔ آخر میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا مفتی عبدالقیوم دین پوری نے نہایت جامع انداز میں قرآن' صاحب قرآن اور ہماری ذمہ داری کی عنوان پر خطاب فرمایا' اختتامی کلمات اور دعا مکہ مسجد حیدرآباد کالونی کے خطیب مولانا محمد جمیل نے کرائی اور مہمانان گرامی کا شکریہ ادا کیا۔

دوسرا پروگرام یکم جولائی ۲۰۰۷ء بعد نماز عشاء' جامع مسجد گلشن جامی ماڈل کالونی میں منعقد ہوا' جس میں بحمد اللہ! علاقہ بھر کے غیور مسلمانوں نے خصوصی شرکت کی اور پروگرام کو ہر لحاظ سے کامیاب بنانے میں اپنا کردار ادا کیا۔ پروگرام کا آغاز نوجوان قاری محمد فیصل کی تلاوت سے ہوا' اس کے بعد آقا دوجہاں' ختمی مرتبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شان اقدس میں ہدیہ نعت محمد فیضان گل نے پیش کی' مہمانان گرامی میں سب سے پہلے کراچی کے معروف قاری نجم القراء قاری محمد اکبر مالکی نے دل آواز انداز میں کلام باری تعالیٰ پیش کیا۔ خانوادہ سید کے چشم وچراغ' زینت القرا' محبوب القرا قاری سید انوار الحسن شاہ بخاری نے نہایت ہی پُرسوز انداز میں تلاوت کلام پاک پیش فرمائی اور رات کی فضا میں ایک عجیب منظر قائم کر دیا۔ قرآن اور صاحب قرآن سے تعلق اور ہماری ذمہ داری کے عنوان پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے نہایت دل سوزی سے سامعین کو مخاطب کیا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کے ایمان کو گرمایا' ایک بار پھر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گل ہائے عقیدت پیش کرنے کے لئے محمد یونس کو دعوت دی گئی' انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نظرانہ عقیدت پیش کیا۔ آخر میں استاذ القراء پاکستان کے معروف قاری' مولانا قاری احسان اللہ فاروقی تشریف لائے' انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت کلام پاک پیش کی اور سامعین پر وجد کی کیفیت طاری کر دی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے رہنما' ماہنامہ بینات کراچی کے نائب مدیر مولانا محمد اعجاز نے اختتامی کلمات پیش کئے اور دعا کرائی' حق تعالیٰ شانہ سب دوستوں کی حاضری کو قبول فرمائے اور معاونین کے تعاون کو ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

حرمت شراب

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

بابو شفقت قریشی سہام

گمراہی کے دو بڑے سبب ہوتے ہیں' ایک جاہلیت جس کی وجہ سے حق و باطل کی تمیز کرنا ناممکن ہو جاتا ہے اور دوسرا نشہ جس کی وجہ سے رحمانی قوت کمزور اور شیطانی قوت تیز ہو جاتی ہے' جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان نیک کاموں کی بجائے بُرے کاموں کی طرف رغبت کرنے لگ جاتا ہے اور اس طرح وہ شیطان کے بہت قریب اور فرشتوں سے بہت دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ شراب پی کر جب ہوش و خرد جاتی رہتی ہے تو عموماً شرابی غل غپاڑہ کرتے ہیں فحش گالیاں بکتے ہیں' ماں' بہن کی تمیز نہیں کر سکتے' بُرے بھلے کی تمیز باقی نہیں رہتی۔ فضول خرچی بھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان نشہ میں پاگل ہو کر اللہ کی یاد اور عبادت سے غافل ہو جاتا ہے چودہ سو برس کے بعد ہمارے چند صاحب اقتدار روشن خیال افراد ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت شراب نوشی کو ٹی وی کے ذریعہ اچھال کر جائز قرار دینے کی ناپاک سعی کر رہے ہیں' جسے قرآن کریم حرام قرار دے کر اس باب کو بند کر چکا ہے اور آپؐ اس کی تصدیق فرما چکے ہیں۔ قرآن کریم وہ مقدس کتاب ہے جس کا ہر لفظ بنی نوع انسان کی اصلاح اور رشد و ہدایت کا پیامبر ہے۔ قرآن پاک کے ارشادات پر غور و فکر کر کے عمل پیرا ہونے سے ہر بُرائی کا انسداد ممکن نظر آتا ہے جو شراب سمیت مختلف نشوں کی صورت میں بعض لوگوں کے رگ و ریشہ میں سرائیت کر چکی ہے۔ انڈونیشیا' ملائیشیا اور ترکی کی مثال دے کر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں شراب کو حلال قرار نہیں دیا جا سکتا۔ نافرمانی کرنے والے حکمران اپنے انجام کو بھی نہ بھولیں۔

شروع میں جو احکامات خداوندی آتے رہے ان میں شراب کی حرمت کے اشارے پائے جاتے تھے اور صاف طور پر شراب کو حرام قرار دے کر چھوڑنے کا حکم نازل نہ ہوا تھا۔ عرب میں شراب کا استعمال روزمرہ کا معمول تھا' اس لئے ایک دم اس کی بندش کر دینا شاید مصلحت خداوندی کے خلاف ہو' اس لئے شروع میں ارشاد ہوا:

"(اسی طرح) کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی یقیناً اس میں ایک نشانی ہے عقل سے کام لینے والوں کے لئے۔"

(النحل: ٦٧)

اس آیت کریمہ میں اچھائی اور بُرائی کا معیار قائم کر دیا گیا ہے' یعنی یہ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بخشی ہے وہ ان کے لئے حیات بخش غذا کے طور پر بھی استعمال ہو سکتی ہے جو بالکل جائز ہے اور اس کے اندر وہ مادہ بھی موجود ہے جو گل سڑ کر شراب کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو یقیناً نقصان دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اختیار دیا ہے کہ وہ اس سرچشمے سے پاک رزق حاصل کریں یا پھر عقل و خرد کو زائل کر کے مدہوش کر دینے والی شراب' ساتھ ہی اشارتاً یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ شراب حرام ہے اور وہ پاک رزق نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"پوچھتے ہیں شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے تو کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے' اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ منافع بھی ہیں' مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔" (البقرہ: ۲۱۹)

اس لئے حکم میں صرف یہ فرما کر چھوڑ دیا گیا تھا کہ شراب اور جوا بُری چیز ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پسند نہیں کرتا' اس کا مقصد غالباً یہ تھا کہ لوگوں کے ذہن اس کی حرمت قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ نے اشارہ پاتے ہی شراب پینے سے پرہیز کرنا شروع کر دیا تھا مگر بہت سے لوگ اسے لگاتار استعمال کرتے رہے حتیٰ کہ بعض اوقات نشے کی حالت میں ہی نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے اور نشہ کی وجہ سے کچھ کا کچھ پڑھ جاتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت (حرمت شراب سے پہلے) ایک دعوت میں اکٹھی تھی کہ نماز کا وقت ہو گیا چنانچہ وہ نشہ کی حالت میں ہی نماز میں کھڑے ہو گئے۔ امام نے بے ہوشی میں "لا اعبد ماتعبدون" کی بجائے "اعبد ماتعبدون" پڑھ دیا' جس کے معنی بالکل الٹ ہو گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب

تم نشے کی حالت میں ہوتو نماز کے قریب نہ جاؤ‘ نماز اس وقت پڑھنی چاہئے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔“ (النساء:۴۳)

یہ حکم غالباً ۴ ہجری کی ابتدا میں نازل ہوا‘ اس کا اثر یہ ہوا کہ لوگوں نے اپنے شراب پینے کے اوقات بدل دیئے اور ایسے اوقات میں شراب پینی چھوڑ دی جن میں یہ اندیشہ ہوتا تھا کہ کہیں نشہ ہی میں نماز کا وقت نہ ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ نے شراب مکمل طور پر حرام قرار دینے سے پہلے ایسی حالت میں شراب پینے کی ممانعت کی جب نماز پڑھ رہے ہوں اور اس وقت تک نماز نہیں پڑھنی چاہئے جب تک ہوش میں نہ آجاؤ کیونکہ یہ حالت جہل کی سی ہوتی ہے اور یہ معلوم نہیں ہوسکتا کہ تم کیا پڑھ رہے ہو‘ شراب کے حرام ہونے کے احکامات نازل ہونے سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خبردار کیا کہ جن لوگوں کے پاس شراب ہے وہ اسے فروخت کردیں کیونکہ اس کی قطعی حرمت کا حکم بھی ہوسکتا ہے‘ آپ ﷺ کے اس خطبہ کے کچھ عرصہ بعد شراب کے قطعی حرام ہونے کا حکم نازل ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں‘ ان سے پرہیز کرو‘ امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔“ (المائدہ:۹۱)

واضح حرمت شراب کا حکم نازل ہونے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اب شراب بیچی جاسکتی ہے اور نہ پی جاسکتی ہے فرمایا کہ اسے ضائع کردیں اور کسی طرح سے بھی کسی استعمال میں نہ لائیں چنانچہ آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق مدینہ شریف کی گلیوں میں شراب کے مٹکے بہادیے گئے‘ اس موقع پر بعض صحابہ کرامؓ نے اجازت چاہی کہ وہ یہودیوں کو تحفہ کے طور پر شراب دے دیں۔ حضورﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں وہ اس لئے کہ جو چیز حرام ہے وہ کسی کو تحفے کے طور پر بھی نہیں دی جاسکتی ہے‘ بعض لوگوں نے ضائع کرنے کے بجائے شراب کا سرکہ بنانے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں! ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا دوائی کے طور پر شراب استعمال کرسکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں‘ کیونکہ شراب دوا نہیں‘ بلکہ خود ایک خطرناک بیماری ہے‘ جس سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے۔ ٹھنڈے علاقے سے تعلق رکھنے والے بعض مسلمانوں نے سردی سے بچنے کے لئے شراب پینے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا چونکہ شراب نشہ دیتی ہے‘ اس لئے ہرگز جائز نہیں ہے‘ انہوں نے کہا کہ ہمارے لوگ بوجہ مجبوری ان احکامات کو نہ مانیں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر وہ نہ مانیں تو ان سے جنگ کرو‘ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے‘ شراب پر‘ شراب پینے والے پر‘ شراب پلانے اور بیچنے والے پر‘ خریدنے اور شراب تیار کرنے والے اور کرانے والے پر‘ اٹھا کر لے جانے والے پر اور جس کے لئے اٹھا کر لے گئے ہوں اس پر‘ آپ ﷺ نے اس دسترخوان پر دعوت کھانے سے منع فرمایا ہے‘ جس پر شراب جاری ہو اور شروع میں ان برتنوں کے استعمال سے بھی منع فرمایا تھا‘ جن میں شراب تیار کی گئی ہو یا پی گئی ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وضاحت بھی فرمادی کہ جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے‘ اگر اس کی تھوڑی مقدار بھی استعمال کی جائے تو بھی حرام ہے‘ فرمایا: ”جس چیز کا پورا قریہ نشہ پیدا کرتا ہے‘ اس کا ایک چلو پینا بھی حرام ہے۔“

لفظ خمر عربوں میں انگوری شراب کے لئے استعمال ہوتا تھا جبکہ گیہوں‘ جو‘ کشمش‘ کھجور اور شہد سے بھی شراب تیار ہوتی تھی۔

آپ ﷺ نے ہر قسم کی شراب چاہے وہ جس طرح بھی تیار کی گئی ہو اور نشہ پیدا کرے اس کو حرام قرار دے دیا‘ فرمایا:

”ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے‘ ہر وہ مشروب جو نشہ پیدا کرے حرام ہے اور ہر نشہ آور چیز سے منع کرتا ہوں۔“ (حدیث)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے۔“

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں شرابی کو ۴۰ ضربوں کی سزا دی جاتی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں ۴۰ کوڑے‘ اور جب پھر بھی لوگ باز نہ آتے تو ۵۰ کوڑوں کی سزا مقرر کی گئی۔ امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ نے اسی کوڑے کو حد قرار دیا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں ہی ثقیف کے ایک شخص کی دکان کو آگ سے جلادیا گیا تھا‘ جس میں وہ شراب بیچتا تھا اور ان کے دوسرے حکم کے مطابق ایک پورا قصبہ اس لئے جلادیا گیا تھا کہ وہاں شراب تیار ہوتی تھی اور بیچی جاتی تھی۔ معرفت ربانی محبت واطاعت رسول کی شراب طہور سے مخمور ہونے کے لئے اسلامی تعلیمات کا یہ تقاضا ہے کہ اس ام الخبائث سے چھٹکارا حاصل کیا جائے اور حکومت وقت کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ شراب کی بندش کے اس شرعی حکم پر سختی سے عمل کرائے۔

آزادی پاکستان ایک زندہ حقیقت ہے جسے حاصل کرتے وقت مسلمانوں نے جان ومال کی بیش بہا قربانیاں دیں‘ خون والم اگرچہ ہماری تاریخ کا حصہ ہیں مگر ہمیشہ ان حالات وواقعات کی یاد دلاتے رہیں گے جب قوموں کو ایسی آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے وہ آزمائش جب جان ومال‘ عزت آبرو غرض ہر چیز داؤ پر

گی ہوتو ہمیں نہ صرف اپنی آزادی اور مقصد آزادی کو قدر کی نگاہ سے دیکھنا چاہئے بلکہ ہمیشہ یہ فکر دامن گیر رکھنی چاہئے کہ ایسا کوئی خلاف شرع کام نہ کریں کہ اس آزادی کی نعمت سے خود اپنے ہی ہاتھوں محروم بھی ہوجائیں' اپنے گردوپیش نگاہ دوڑائیں تو عیاں ہوگا کہ آج ہمارے اندر وہ تمام سماجی برائیاں سرایت کرگئی ہیں جن سے کبھی مسلمان پناہ مانگا کرتے تھے۔ رشوت' سفارش' جوا اور سب سے بڑھ کر ام الخبائث شراب کا استعمال وغیرہ ہمارے معاشرتی اوصاف بن چکے ہیں' روزمرہ کے معمولات میں مذکورہ سماجی برائیوں کے علاوہ بھی ایسی برائیاں سرایت کرچکی ہیں کہ نہ تو دنیا کے حاکموں سے ڈر اور خوف رہا ہے اور نہ ہی خالق ارض وسما کا' بعض صورتوں میں تو بعض حکام بھی اس کاروبار میں ان کی معاونت کرتے نظر آتے ہیں۔ معاشرہ تیزی سے نااتفاقیوں کا شکار ہوتا جارہا ہے' تخریب کاریاں' قتل و غارت' ڈاکے اور لوٹ مار اس وعدہ کی خلاف ورزی کی پاداش میں ہورہے ہیں' جس کا وعدہ ہم نے ایک علیحدہ اسلامی مملکت کے قیام کے وقت کیا تھا کہ اس مملکت خداداد میں اللہ اور اس کے پیارے رسول کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے سماجی برائیوں کو ختم کریں گے۔

مذکورہ بالا احکامات خداوندی اور فرمودات نبویؐ سے واضح ہوگیا کہ شراب جو ایک بدترین سماجی برائی ہے اس کو حرام قرار دینے کے لئے بتدریج احکامات نازل فرمائے گئے نہ صرف شراب پینے' پلانے' تیار کرنے اور فروخت کرنے کو ممنوع قرار دیا گیا بلکہ غیر مسلموں کو فراہم کرنے یا تحفہ کے طور پر پیش کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے (جس طرح کہ مدینہ کے یہودی تھے) نہ صرف یہ بلکہ ان احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کے لئے سزائیں بھی مقرر کی گئیں' نہ جانے ہماری آنکھیں پھر بھی کیوں نہیں کھلتیں؟

دراصل شیطانی کاموں میں دنیوی لحاظ سے لذت زیادہ محسوس ہوتی ہے جبکہ روحانیت سکون قلب فراہم کرتی ہے جس کا ہمیں احساس بہت کم ہے' آج جبکہ یورپی اقوام بھی شراب کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کوشش کررہی ہیں' ہمیں بحیثیت مسلمان زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہے اور ہمارے لئے یہ لمحہ فکریہ بھی ہے کہ ہوش کے ناخن لے کر شراب نوشی جیسی بدترین سماجی برائی کو جڑ سے ختم کریں اور شفاف معاشرہ تشکیل دینے میں ممد و معاون ثابت ہوں' آج کے اس روشن خیال دور میں چاہے شراب نوشی کے ہزاروں فائدے گنوائے جائیں پھر بھی شراب حرام ہی رہے گی' اس لئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور ہمارے لئے اللہ اور اس کا رسول کافی ہیں۔

☆☆---☆☆

گلزار فردوس

نتیجہ فکر: حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ

مرقدِ عشاق ہے فردوس کا گلزار ہے
روز و شب جس پہ برستی رحمتِ غفار ہے
ہے شہیدوں کا ٹھکانہ جو کہ تھے داعی حق
دین کی رونق انہی کا ثمرۂ ایثار ہے
عارف کامل محمد یوسفِ لدھیانوی
پاسبان ختم نبوت عاشق سرکار ہے
جن کے علم و فیض سے تاریک دل روشن ہوئے
اب تلک فیضان ان کا جاری کاالانہار ہے
جن کے خامہ سے ہوا شیطان کا لشکر تباہ
جن کے حملوں سے ہی قصرِ قادیاں مسمار ہے
لے لیا اپنی بغل میں شیر نے اولاد کو
عبدِ رحمٰن نظام الدین جمیل یار ہے
جس شہادت کی تمنا مصطفیٰ کرتے رہے
اس میں سب فائز ہوئے یہ اسوۂ ابرار ہے
ہوگئے منظور رب پاک کے شہادت سب کے سب
ان شہیدوں کا مُربی یوسفِ دلدار ہے
ان کی برکت سے ہوا دورۂ تفسیر اس جگہ
گلشنِ جنت میں برستی بارشِ انوار ہے

رُوح افزا
مشروبِ مشرق
جب چھوٹی چھوٹی باتیں کردیں موڈ خراب
اور آنے لگے غصہ، ایسے میں رُوح افزا
مزاج میں لائے ٹھنڈک اور مٹھاس۔
پیو ٹھنڈا ٹھنڈا،
بولو میٹھا میٹھا!
ہمدرد
SGS
ہمدرد لیباریٹریز (وقف) پاکستان
ISO 9001: 2000 CERTIFIED
www.hamdard.com.pk
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.

تیسری قسط

مجدد کی شناخت

مرزا غلام احمد قادیانی:

ہمارے زمانہ میں قادیان میں ایک مدعی پیدا ہوئے' جنہوں نے مجددیت اور نبوت کا دعویٰ کیا' ان کی وفات کے بعد ان کی امت دو حصوں میں منقسم ہوگئی' قادیانی اور لاہوری' اوّل الذکر فریق کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت تھے اور ان کا منکر اسی طرح کافر ہے' جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اب بے کار ہے جب تک اس کے ساتھ مرزا قادیانی کی نبوت کا بھی اقرار نہ کیا جائے' اس عقیدہ کی تردید میں فقیر نے ایک مضمون بعنوان "ختم نبوت" لکھ کر خدا کی حجت اس گروہ پر پوری کردی۔

آخر الذکر فریق کا دعویٰ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت نہ تھے بلکہ چودھویں صدی کے مجدد تھے اور ان کے تسلیم نہ کرنے سے کوئی مسلمان اگرچہ دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوسکتا' لیکن ایک شدید غلطی کا مرتکب ضرور ہوتا ہے' پس میں نے مناسب سمجھا کہ مسلمانوں کے فائدے کے لئے اس فریق کے دعویٰ کو بھی کسوٹی پر پرکھ لیا جائے تاکہ مسلمان اس بات کا فیصلہ کرسکیں کہ آیا مرزا غلام احمد قادیانی اس لائق ہے کہ اسے چودھویں صدی کا مجدد تسلیم کیا جائے۔

اس لئے میں نے گزشتہ اوراق میں حدیث مجدد کی حتی المقدور صراحت و وضاحت کرکے وہ معیار ناظرین کے سامنے رکھ دیا ہے' جس پر مدعی مجددیت کو پرکھا جاسکتا ہے' مرزا غلام احمد قادیانی کو اس معیار پر پرکھنے سے قبل اس فریق کی خدمت میں بعض حقائق پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

ا:...... مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ محض مجددیت کا نہیں ہے' بے شک ان کے دعاوی کا سلسلہ مجددیت سے شروع ہوتا ہے' لیکن متعدد مراتب طے کرتا ہوا ان کی وفات سے قبل نبوت پر منتہی ہوتا ہے اور دعویٰ وہ لائق اعتناء ہے جو آخر میں کیا جائے' پس ان کا اصلی دعویٰ نبوت کا ہے نہ کہ مجددیت کا' کسی

پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ

زمانہ میں یعنی قبل ۱۹۰۱ء ان کا خیال تھا کہ: خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا؟ لیکن جب ۲۳ سال تک بارش کی طرح متواتر وحی نازل ہوتی رہی تو وہ اس عقیدہ پر کہ:

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

(درثمین ص:۱۱۴' سراج منیر ص:۹۳' خزائن ج:۱۲ ص:۹۵)

قائم نہ رہے اور انہوں نے بایں معنی دعویٰ نبوت کردیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض روحانی سے نبی بن گیا ہوں' کیونکہ آپ کی توجہ نبی تراش ہے' اگرچہ میں کوئی نئی شریعت نہیں لایا' لیکن میری نبوت ویسی ہی ہے' جیسے انبیائے ماسبق کی تھی' اس دعویٰ کو انہوں نے ایک غلطی کے ازالہ (خزائن ج:۱۸) میں شائع کیا' یہ اشتہار ۱۹۰۱ء میں منصہ شہود پر آیا تھا' جس نے امت اسلامیہ میں ایک نئے فتنہ کا دروازہ کھول دیا اور وحدت ملی کو پارہ پارہ کردیا۔

اس اعلان کے بعد اسلام مردہ ہوگیا اور اس نئی نبوت پر ایمان لانا نجات کے لئے لازمی ٹھہرا' چنانچہ ۱۹۰۵ء میں جب بعض سربرآوردہ قادیانی افراد نے "حضرت صاحب" (مرزا قادیانی) کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی کہ مناسب ہے کہ ریویو آف ریلجنز میں قادیانیت سے متعلق مضامین شائع نہ ہوں تاکہ غیر قادیانی بھی اسے خرید سکیں تو مرزا غلام احمد قادیانی نے اس تجویز کو ناپسند کیا' مجوزین سے سخت ناراض ہوئے اور فرمایا: مجھے چھوڑ کر مردہ اسلام پیش کرنا چاہتے ہو؟ آج کے دن نجات میرے اوپر ایمان لانے میں منحصر ہے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا' وہ مسلمان ہی کب ہے؟

بے بہرہ آنکہ دور بماند ز لشکرام

چنانچہ مجوزین نے توبہ کی اور یہ تجویز رد ہوگئی' اس وقت کسی نے یہ نہ کہا کہ جناب آپ نے تو لکھا ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی بنا پر کوئی مسلمان کافر نہیں ہوسکتا' پھر آج آپ کیونکر اپنے وجود کو شرط اسلام قرار دے رہے ہیں؟ ان لوگوں کا خاموش ہوجانا اس امر کی دلیل ہے کہ وہ بھی تبدیلی عقیدہ پر ایمان لاچکے تھے اور حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو نبی یقین کرتے تھے۔

ان مجوزین میں ایک اللہ کا بندہ ایسا بھی تھا (یعنی ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرحوم پٹیالوی جنہوں نے توبہ کرنے کے بعد بہت سی مفید کتابیں رد قادیانیت

میں لکھیں) جس کی قسمت میں ایمان کی دولت لکھی ہوئی تھی اس نے وہی کیا جو ایک مسلمان کو کرنا چاہئے تھا' یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو لکھا کہ آپ کا دعویٰ صرف مجددیت کا تھا' لیکن اب آپ اپنے وجود کو اسلام کے لئے شرط قرار دیتے ہیں' اس کے معنی یہ ہیں کہ جب تک کوئی مسلمان آپ پر ایمان نہ لائے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا' نیز اس کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ طیبہ اب ناقص اور ناکافی ہے' مرزا غلام احمد قادیانی اس مرید کو تسلی نہ دے سکے اور ۱۹۰۶ء میں اللہ کا یہ بندہ مرزا غلام احمد قادیانی کی غلامی سے نکل کر پھر دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔

مقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ لاہوری جماعت کے وہ لوگ جو آج مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدد اور خادم اسلام قرار دے رہے ہیں' ذرا خدا کو حاضر و ناظر جان کر بتائیں کہ اگر فی الحقیقت مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ صرف مجددیت ہی کا تھا اور اگر وہ آنجہانی کو صرف مجدد ہی سمجھتے تھے تو کیوں نہ انہوں نے اس وقت یہ کہا کہ جناب والا! مجدد پر ایمان لانا کون سی نص صریح سے ثابت ہے' جو آپ منکرین کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دے رہے ہیں؟ اگر آپ مجدد ہیں تو لوگوں کو کتاب وسنت کی طرف بلائے جائیں: ''لست علیهم بمصیطر'' جس کا جی چاہے' آپ کی بات مانے' جس کا جی چاہے نہ مانے' آپ کا منصب صرف اصلاح ہے' اصلاح کئے جائیں' اپنے وجود کو شرط اسلام قرار دینا چہ معنی؟

لہٰذا معلوم ہوا کہ جو لوگ آج ۱۹۳۵ء میں مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف مجدد قرار دیتے ہیں' ۱۹۰۵ء میں انہیں نبی ہی تسلیم کرتے ہیں' پس آج ان کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی نہ تھے' کتمان حق بھی ہے اور خلاف واقعہ بھی' کیونکہ یہ بات ۱۹۰۵ء میں کہی۔

اس کے علاوہ لاہوری فریق میں ایسے افراد بھی ہیں' جنہوں نے ۱۹۰۶ء کے ریویو آف ریلیجنز ج:۵' شمارہ:۴' ص:۱۲۲ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی لکھا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے اعلانات سے اس عقیدہ پر مہر توثیق ثبت فرمائی' پس معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت حقیقی کا تھا اور لاہوری جماعت کے افراد بھی' (کیونکہ ۱۹۱۴ء سے پہلے اس جماعت کا وجود ظاہر میں نہ تھا ان کو نبی ہی سمجھتے تھے)۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد ظاہر کرنے کی ''بدعت'' ۱۹۱۴ء سے شروع ہوئی جب حکیم نورالدین خلیفۃ المسیح اول کی وفات پر جماعت میں اختلاف پیدا ہوا اور قادیانی اور لاہوری دو فریق بن گئے۔ قادیانی جماعت ۱۹۰۱ء کے بعد کی تحریرات کو مستند سمجھتی ہے' اور اس سے پہلی تحریرات کو منسوخ سمجھتی ہے' لاہوری جماعت ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریرات کو پیش کرتی ہے اور ۱۹۰۱ء کے بعد کی اپنی اور مرزا قادیانی دونوں کی تحریرات کو کالعدم تصور کرتی ہے' لاہوری جماعت کے لوگ ۱۹۱۴ء سے پہلے مرزا قادیانی کو منہاج نبوت پر پرکھا کرتے تھے اور ریویو کے فائل اس دعویٰ پر شاہد ہیں' اگر یہ لوگ مرزا قادیانی کو نبی نہیں سمجھتے تھے تو پھر انہیں منہاج نبوت پر پرکھتے کیوں تھے؟ چنانچہ ۱۹۰۵ء میں جب ریاست حیدرآباد میں موسیٰ ندی میں طغیانی آئی اور ہزار ہا بندگان خدا نذر سیلاب ہوگئے تو لاہوری جماعت کے ایک سربرآوردہ رکن نے ''صحیفۂ آصفیہ'' لکھ کر حضور نظام کو اس حقیقت کبریٰ کی طرف متوجہ کیا تھا کہ یہ عذاب جو آپ کی رعایا پر نازل ہوا ہے' اس لئے ہے کہ انہوں نے اس زمانے کے نبی کو (جسے نذیر کی قرآنی اصطلاح کے پردہ میں پیش کیا گیا تھا) تسلیم نہیں کیا اور اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا تھا:

''ماکنا معذبین حتی نبعث رسولا''

یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کرتے' جب تک اس قوم میں ایک رسول مبعوث نہ کردیں۔

پس صحیفۂ آصفیہ کے مصنف کے ذہن میں مرزا غلام احمد قادیانی مجدد نہ تھے بلکہ رسول تھے اور اس کی تائید خود مرزا غلام احمد قادیانی نے یوں فرمادی:

''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔'' (بدر ۵/ مارچ ۱۹۰۸ء' ملفوظات ج:۱۰' ص:۱۲۷)

خدا کی شان کہ ۱۹۱۴ء میں ''خلافت ثانی'' کی تاسیس کے موقع پر انصار اللہ (میاں محمود احمد کے حامی) کی جماعت ''لاہور کے پاک ممبروں'' پر غالب آگئی اور یہ لوگ اپنی مصلحت کے ماتحت قادیان سے ہجرت کرکے لاہور آگئے اور قادیانی تحریک میں ایک نئے دور کا آغاز ہوگیا۔

قادیان سے قطع تعلق کرنے کے بعد صاف ظاہر تھا کہ قادیانی احمدی حضرات جو اب ''مبایعین'' کے لقب سے سرفراز تھے' ان ''باغیان خلافت'' کی امداد نہیں کرسکتے تھے' اس لئے الفضل (قادیانی جماعت کا آرگن) اور پیغام صلح (لاہوری جماعت کا آرگن) محمودی اور پیغام محاذ قائم ہوگیا اور بیک گردش چرخ نیلوفری مرزا قادیانی کو منہاج نبوت پر پرکھنے والے اور موسیٰ ندی کی طغیانی کو عذاب الٰہی سے تعبیر کرنے والے بھولے بھالے مسلمانوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے لگے اور اس کے ثبوت میں بلاد مغرب میں مرزا قادیانی کا ذکر سم قاتل قرار دیا گیا۔

۲:...... مرزا غلام احمد قادیانی نے ممکن ہے کسی زمانہ میں مجددیت کا دعویٰ کیا ہو' لیکن ۱۹۰۱ء سے لے کر ۲۳/مئی ۱۹۰۸ء تک یعنی وفات سے

تین دن پہلے تک انہوں نے کسی کتاب میں کسی تقریر میں کسی اشتہار میں کسی جگہ یا کسی شخص سے یہ نہیں کہا کہ میں مجدد ہوں' ہر جگہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے منکروں اور مخالفین کو ''جنگلی سوروں سے بدتر'' قرار دیا ہے' اس نبوت کی خواہ کچھ ہی تاویل کیوں نہ کی جائے وہ مجددیت کی ہم معنی نہیں بن سکتی۔ ۱۹۰۱ء کے بعد جب بھی مرزا قادیانی کو ''ایام الصلح'' میں اپنے قلم سے لکھی ہوئی خاتم النبیین کی تفسیر دماغی یا عقلی انتشار میں مبتلا کرتی تھی تو وہ اپنے نفس کو تسکین دینے اور اسلامی روح سے ناواقف مریدوں کو مطمئن کرنے اور واقف حال مسلمانوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے اپنی خانہ ساز نبوت کو ظل اور بروز کی اصطلاحات غیر شرعیہ کے پردہ میں پوشیدہ کرلیا کرتے تھے' لیکن مصطلحات غیر شرعیہ کا مفہوم خود اپنی منشاء کے مطابق معین کرتے تھے تاکہ اپنے منکرین کو خدا اور رسول کا منکر قرار دے سکیں۔

ورنہ اگر ظلی نبوت کے معنی غیر حقیقی یا مجازی نبوت کے لئے جائیں تو ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی بحیثیت غیر حقیقی نبی حضرت عیسیٰ سے افضل نہیں ہوسکتے تھے جو حقیقی نبی تھے' لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نہایت اطمینان کے ساتھ فرماتے ہیں:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے
(دافع البلاء ص:۲۰' خزائن ج:۱۸ ص:۲۴۰)

اور مرزا غلام احمد قادیانی کے مفہوم اور منشائے حقیقی کو ان کے سچے پیراؤں نے آگے چل کر یوں بے نقاب کردیا ہے:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
(اخبار بدر قادیان' ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۶ء ص:۱۴)

اس شعر کی رو سے مرزا قادیانی اپنی شان کے لحاظ سے آنحضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی چار قدم آگے نظر آتے ہیں اور چونکہ بارگاہ خلافت سے اس شعر پر شاعر کو کافر قرار نہیں دیا گیا' اس لئے ہم نامحرمان سراپردۂ خلافت قادیان' یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ ''وابستگان دامن محمود'' مرزا قادیانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی برتر یقین کرتے ہیں۔

الغرض مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور معجزات ومزات کیا ہے' جس میں کسی شبہ کی مطلق گنجائش نہیں ہے' پس ان کو منہاج نبوت ہی پر پرکھنا مناسب ہے' لیکن لاہوری حضرات اس امر پر مصر ہیں کہ انہوں نے صرف مجددیت کا دعویٰ کیا ہے' اس لئے آپ اتمام حجت کرنے اور مسلمانوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کے لئے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو منہاج مجددیت پر ہی پرکھیں گے۔

لسان الغیب فرماتے ہیں:

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں
تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد

(جاری ہے)

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے ارشادات

☆......اگر آپ قیامت کے دن محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت چاہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے جگہ چاہتے ہیں تو آپ کو ختم نبوت کا کام کرنا پڑے گا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی امت اور جماعت کے مقابلے میں آنا پڑے گا' کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں؟

☆......امت مسلمہ پر یہ فرض ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ سپر ہو اور جھوٹے مدعیانِ نبوت کے طلسم سامری کو پاش پاش کرڈالے۔ اس فریضہ کا نام تحفظ ختم نبوت ہے' اور تاریخ شہادت دے گی کہ امت مسلمہ نے کسی بھی دور میں اس فرض سے کوتاہی نہیں کی۔

☆......دنیا بھر کا ہر ہندو' ہر یہودی' ہر مسیحی اور ہر دہریہ' قادیانی فرقہ سے دلچسپی رکھتا ہے' اس کے تحفظ کے لئے اپنی طاقت کی چھتری مہیا کرنا ضروری فرض سمجھتا ہے' اور قادیانیوں کی خاطر عالم اسلام کو ڈائنامیٹ سے اڑا دینے کا عزم رکھتا ہے' ایسا کیوں ہے؟ اس لئے کہ ''الکفر ملة واحدة'' کفر کے تمام فرقوں کی باہمی لڑائی انہیں اسلام دشمنی کے مقصد پر جمع ہونے سے نہیں روکتی' تمام طاغوتی طاقتیں عالم اسلام کے خلاف قادیانی جماعت کی معاون و محافظ ہیں اور قادیانی گروہ ان سارے طاغوتوں کی شطرنج کا مہرہ ہے' جسے اسلام کو زک پہنچانے کے لئے بہ لطائف الحیل حرکت میں لایا جاتا ہے۔

خبروں پر ایک نظر

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا تین روزہ دورہ اندرون سندھ

نواب شاہ (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی ۲۰/ جون ۲۰۰۷ء بروز بدھ کوئٹہ سے سکھر دفتر ختم نبوت پہنچے ضلع خیر پور میرس کے مبلغ مولانا محمد فیاض مدنی نے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا استقبال کیا' رات کو مولانا شجاع آبادی نے دفتر میں قیام کیا۔ ۲۱/ جون بروز جمعرات بعد نماز عصر مولانا محمد فیاض مدنی کی معیت میں مولانا شجاع آبادی مدظلہ خیر پور میرس مدرسہ جامعہ حمادیہ میں پہنچے مدرسہ کے ناظم اعلیٰ اور جماعت کے مخلص ساتھی مولانا مفتی محمد اصغر ارائیں' اساتذہ کرام اور طلباء کرام نے مولانا شجاع آبادی کا استقبال کیا بعد نماز عشاء جامع مسجد عرفات صدیق اکبرؓ چوک میں مولانا شجاع آبادی نے خطاب فرمایا' رات کو قیام مدرسہ جامعہ حمادیہ میں کیا۔

۲۲/ جون بروز جمعۃ المبارک صبح سات بجے مدرسہ جامعہ حیدریہ لقمان خیر پور میں مولانا شجاع آبادی' مولانا مدنی کی معیت میں پہنچے جامعہ حیدریہ کے مدیر اور کالعدم سپاہ صحابہؓ کے سربراہ مولانا علی شیر حیدری مدظلہ سے ملاقات کی اور حیدری صاحب نے جماعتی امور پر شجاع آبادی سے گفتگو کی اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے کام کو سراہا اور دعائیں دیں' مولانا علی شیر حیدری مدظلہ کے ہاں ناشتہ ہوا' حیدری صاحب نے پُرتکلف ناشتے کا انتظام کیا ہوا تھا' جامعہ حیدریہ سے گیارہ بجے ٹھیڑی کا سفر کیا' بارہ بجے فیکٹری مدرسہ دارالہدیٰ پہنچے' وہاں پہلے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹھیڑی کے امیر اور جامعہ کے استاذ الحدیث مولانا حزب اللہ' اساتذہ کرام اور طلباء استقبال کے لئے موجود تھے جامع مسجد میں مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے نماز جمعہ پڑھایا اور فاروقیہ مسجد میں مولانا محمد فیاض مدنی نے جمعہ پڑھایا' جمعہ سے فراغت کے بعد ٹھیڑی سے ان حضرات نے نواب شاہ کا سفر کیا' مغرب کے قریب نواب شاہ ریلوے اسٹیشن پہنچے اسٹیشن پر استقبال کے لئے جامع مسجد کبیر کے خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کے جنرل سیکریٹری مولانا محمد امجد مدنی قاری محمد امجد مدنی' قاری جان محمد اور جماعت کے امیر مولانا قاری ارشد مدنی پہلے سے موجود تھے رات کو قیام کبیر مسجد ریلوے اسٹیشن میں کیا' جماعتی احباب سے ملاقاتیں ہوئیں۔ ۲۳/ جون بروز ہفتہ صبح گیارہ بجے مدرسہ جامعہ محمدیہ عربیہ لطیف آباد ۲: نمبر گولیمار میں اساتذہ کرام اور طلباء کرام سے خطاب کیا' خطاب کے بعد جامعہ کے مدیر قاری محمد اسماعیل کی صدارت میں ایک اجلاس منعقد ہوا' اس اجلاس میں نواب شاہ شہر میں جماعتی کام کو تیز سے تیز تر کرنے پر غور وخوض کیا گیا۔ بعد نماز ظہر جامع مسجد کبیر میں مولانا شجاع آبادی نے بیان کیا' بعد نماز عصر جامع مسجد بلال فیملی کوارٹر میں خطاب کیا' بعد نماز عشاء جامع مسجد سوسائٹی میں خطاب کیا' اس موقع پر مولانا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہر دور میں جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور ان جھوٹے مدعیان نبوت کے سر قلم کرنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں عاشقان رسول کو پیدا کیا' کوئی حضرت وحشیؓ کی شکل میں آیا اور کوئی اس دور میں غازی علم الدین شہید' حاجی مانک' غازی عبدالقیوم اور غازی عامر چیمہ کی شکل میں آیا۔ مولانا نے کہا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہرگز برداشت نہیں کرسکتا' اس موقع پر حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی' مولانا محمد فیاض مدنی' مولانا محمد امجد مدنی' مولانا معراج احمد بھی موجود تھے۔ ۲۴/ جون بروز اتوار کو بھی مولانا شجاع آبادی کا پروگرام نواب شاہ میں تھا لیکن جماعتی مصروفیات کی وجہ سے مولانا کو ۲۳/ جون بروز ہفتہ مرکزی دفتر ملتان روانہ ہونا پڑا' کراچی میں بارش اور سخت آندھی کی وجہ سے نائٹ کوچ فیصل آباد سات گھنٹے لیٹ نواب شاہ پہنچی' مولانا شجاع آبادی ۲۴/ جون بروز اتوار بعد نماز فجر روانہ ہوئے' اتوار کے پروگراموں کے لئے مرکز نے حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمان کو بطور متبادل بھیجا' مولانا محمد نذر عثمانی نے بعد نماز ظہر کبیر مسجد میں خطاب کیا' بعد نماز عصر جامع مسجد نور نزد قبرستان والی میں خطاب کیا' بعد نماز عشاء مدینہ مسجد منو آباد میں خطاب کیا' اس موقع پر جماعت کے امیر مولانا قاری ارشد مدنی' مولانا امجد مدنی' جنرل سیکریٹری مولانا مفتی غلام فرید' خلیفہ حضرت حکیم اختر مدظلہ' مولانا انیس اور مولانا محمد فیاض مدنی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت موجود تھے' رات کو قیام مولانا محمد نذر عثمانی نے کبیر مسجد میں کیا' صبح ۲۵/ جون بروز سوموار مولانا محمد نذر عثمانی کو مولانا امجد مدنی اور مولانا فیاض مدنی نے الوداع کیا' اس طرح پروگراموں کی ترتیب رہی۔

REGD. NO. SS-160

لا نبی بعدی

بمقام جامع مسجد ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر

کورس ردقادیانیت وعیسائیت

نامور علماء ◉ مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے انشاء اللہ

زیر سرپرستی
مخدوم المشائخ حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

بتاریخ

۴ تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۸ھ

18 اگست تا 10 ستمبر 2007ء

- کورس میں شرکت کے لئے کم از کم ◉ درجہ رابعہ ◉ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔
- شرکاء کورس کو کاغذ، قلم، خوراک، وظیفہ اور کتب ردقادیانیت کا سیٹ دیا جائے گا۔
- کورس کے امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی اور بہتر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی۔
- کورس میں داخلہ کے لئے سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی سند کی فوٹو کاپی لف ہو۔
- اپنی ضرورت اور موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں۔
- پتہ ترسیل درخواست دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان فون: 514122

زیر اہتمام

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت ◉ چناب نگر ◉ چنیوٹ ضلع جھنگ فون: 047-6212611